حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ۱۹۵۰ء میں بھیجی جانے والی
ایک تبلیغی جماعت کی
کارگزاری
مع
اکابر تبلیغ کی کچھ باتیں
صدیقی کتاب گھر
بستی حضرت نظام الدین، نئی دہلی ۱۳

فہرست مضامین

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی آلہ وسلم تسلیماً اما بعد

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین۔ (سورۃ العنکبوت پ ۲۱)

ترجمہ: "اور جو بندے ہماری راہ میں اور ہمارے دین کے لیے جدوجہد کریں گے ہم ان کو اپنے راستوں کی رہنمائی کریں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکار بندوں کے ساتھ ہے اور ان کا ساتھ دینے والا ہے۔"

تفسیر

یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے مشقت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ایک خاص نورِ بصیرت عطا فرماتے ہیں اور اپنے قرب و رضا اور جنت کی راہیں سمجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضت و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں اسی قدر ان کی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہو جاتا ہے اور وہ باتیں سوجھنے

لگتی ہیں کہ دوسروں کو ان کا احساس تک نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
(تفسیر عثمانی)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جہاد کے اصلی معنی دین میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنا ہے، ایک جہاد کفار کے ساتھ ہے، اور دوسرا جہاد نفس و شیطان کے ساتھ ہے۔ اس آیت میں جہاد کی دونوں قسموں پر یہ وعدہ ہے کہ ہم جہاد کرنے والوں کو اپنے راستہ کی ہدایت کرتے ہیں۔ (معارف القرآن ص ۶۹۳ ج ۶)

دین کی خدمت اور اس کی راہ میں جدوجہد کرنے والے انصار اللہ اور خلفاء نبوی ہیں

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ اپنے رسالہ "دین کی خدمت و نصرت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس امت کی پوری تاریخ میں اللہ تعالیٰ کے جن نیک بندوں نے دین کی خدمت و نصرت اور بندگان خدا کی اصلاح و ہدایت کے لیے جو خاص کوششیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کی گئیں خواہ وہ دعوت و تبلیغ یا تعلیم و تربیت کی شکل میں ہوں۔ خواہ وعظ و نصیحت و

ارشاد اور تصنیف و تالیف کی شکل میں ہوں یا کسی اور صورت میں وہ لوگ بلاشبہ (انصار اللہ) اللہ کے مددگار اور (حزب اللہ) اللہ کے گروہ میں شامل ہیں، اگرچہ حکومت و سلطنت سے ان کا کوئی تعلق نہ رہا ہو، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اور نائبین میں سے ہیں۔

ان ارشادات کے بعد عرض یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دے اور اس نے یہ کہا کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں، اور آپؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر تمہارے ذریعہ ایک آدمی بھی ہدایت پا گیا تو یہ تمہارے لیے (نہایت قیمتی) سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ایک ارشاد میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ کا جو بندہ کسی دوسرے بندے کو نیک عمل کی رہنمائی کرتا ہے تو اس بتانے والے کو بھی نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے (مسلم) ایک ارشاد میں آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ جود و سخا میں کون بڑھا ہوا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کو زیادہ خبر ہے۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا جود و سخا میں سب سے اعلیٰ و بالا تو اللہ تعالیٰ ہیں، پھر اس کے بعد جود و سخا میں میرا مرتبہ ہے اور پھر میرے بعد اس شخص کا درجہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا علم حاصل کیا، اور پھر دوسروں تک پہنچایا اور اس پہنچانے میں جدوجہد کی۔ ایسا شخص قیامت کے دن سردار بن کر

آئے گا۔ یا یہ فرمایا کہ یہ اکیلا شخص ایک اُمت بن کر آئے گا۔ (بیہقی)

یہ ایک ایسی مجاہد جماعت کی کارگزاری تحریر کرتا ہے جو مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے کے لیے روانہ کی گئی تھی مولانا محمد یوسفؒ نے دو جماعتیں روانہ کی تھیں۔ جن میں سے ایک کے امیر میاں جی محمد اسحاق صاحب تھے۔ وہ جماعت بڑی کٹھن منزلیں طے کر کے بڑی بڑی آزمائشوں سے گزر کر کندن بن کر نکلی، اور پھر حضرت جیؒ کے حکم سے ساڑھے پانچ ماہ کام کر کے بخیر و خوبی بستی نظام الدین شریف دہلی تبلیغی مرکز واپس پہنچی۔ میرے محترم بزرگ اور دوست الحاج لاڈ خان للیانی والوں نے یہ کارگزاری جناب میاں جی محمد اسحاق مرحوم صاحب کی زبانی سُنی اور تحریر کی۔

اللہ ہم سب مسلمانوں کو اس مجاہد جماعت کی طرح دین کی جدوجہد کے لیے قبول فرمائے اور احادیث میں منقولہ فضائل کا مستحق فرمائیے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

روانگی

اگست ۱۹۴۷ء تقسیم ہند کے بعد بہت سے مسلمان مشرقی پنجاب

کی ریاستوں میں مرتد ہوگئے تھے۔ جب
حضرت جی مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو ان حالات کا علم
ہوا تو سخت صدمہ ہوا تو آپ مارچ ۱۹۵۰ء میں تبلیغی مرکز
نظام الدین میں لگاتار ۸۔ دن تک اسی موضوع پر بیان فرماتے
رہے اور ترغیب دیتے رہے کہ مجھے چلہ تین چلہ نہیں چاہئیں،
بلکہ ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو یا تو مر جائیں (یعنی اللہ
کے راستہ میں اپنی جان دے دیں) یا مشرقی پنجاب کے
مرتدوں کو دوبارہ اسلام میں لے آئیں۔ اب اس پر جتنا بھی
وقت لگ جاوے لگے، وقت کی قید نہیں، چنانچہ اس مطالبہ
پر ۲۲ آدمیوں نے نام پیش کیے اور آپ کا مطالبہ منظور کر
لیا اور وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کے فرمان کے
مطابق اپنی جان دے دیں گے یا مشرقی پنجاب کے مرتدوں
کو محنت کر کے دوبارہ اسلام میں لے آئیں گے۔ چنانچہ ان
بائیس احباب کی دو جماعتیں گیارہ گیارہ افراد پر مشتمل تشکیل کی
گئیں۔ ایک جماعت کے امیر محمد اقبال صاحب اور دوسری
جماعت کے امیر حاجی کمال الدین صاحب سہارنپور والے
کو بنایا گیا۔ مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ننگے پاؤں مسجد
سے باہر نکل کر خوب رو رو کر دعا کی اور دونوں جماعتوں کو
اللہ کے سپرد کر کے دیر تک ان کو دیکھتے رہے اور دعا فرماتے
رہے۔ نیز جماعتوں کو رخصت کرتے وقت فرمایا تھا کہ جماعتیں

پانی پت پہنچ کر مولانا لقاء اللہ صاحب کے مشورہ سے کام
شروع کریں۔

خوف کی وجہ سے بے اتفاقی

جب یہ دونوں جماعتیں پانی پت مولانا لقاء اللہ صاحب
کے پاس پہنچیں تو مولانا جماعتوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ تم یہاں
کیسے آگئے، تم ہم کو مرواؤ گے، جماعت کے احباب کو
برا بھلا کہا اور مسجد کے اندر جماعتوں کو ٹھہرنے نہ دیا، اور
باہر نکال دیا۔ جماعت والے بامر مجبوری شہر سے باہر نکل گئے
اور ایک ویران مسجد میں جو امام صاحب کی مسجد کے نام سے
مشہور تھی، اس میں ٹھہر گئے۔ ان دونوں جماعتوں نے مشورہ
کر کے پروگرام بنایا کہ یہاں سے دونوں جماعتیں الگ الگ
رخوں پر ایک ایک ہفتہ کام کر کے چلہ پور کے مقام پر اکٹھی ہو
جائیں۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق یہ جماعتیں کام کرتی ہوئیں مقررہ
وقت پر چلہ پور پہنچ گئیں۔

علاقہ کی صورت حال

یہاں پر پانچ مسجدیں تھیں اور بارہ گھر مسلمانوں کے تھے۔
جو سب کے سب مرتد ہو چکے تھے۔ انہوں نے ایک مسجد کے
منبر کو توڑ کر اس کی جگہ بت بنا رکھا تھا۔ جس کی یہ پوجا کیا کرتے

تھے۔ ہم نے ان سے بات کی اور ترغیب دے کر ان کو دوبارہ
اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تو ان میں سے ایک آدمی
بطور رہبر کے ساتھ ہو گیا اور ہم کو دوسرے دیہاتوں میں لے
گیا۔ ایک گاؤں میں ۱۰ - ۱۲ آدمی چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔
باقی سب کے سب مرتد ہو چکے تھے۔ ہم ان کو دوبارہ چھپ کر
اسلام میں آنے کی ترغیب دیتے رہے۔ ان میں دو امام مسجد
بھی تھے، جنہوں نے ڈاڑھیاں منڈا کر سر پہ چوٹی رکھی ہوئی تھی۔

پہلی آزمائش

ہم نے اس علاقہ میں ایک ہفتہ کام کیا اور یہاں سے
ہماری جماعتیں جیند ریاست میں چلی گئیں، جیند میں دس مسجدیں
تھیں اور مسلمانوں کی کافی تعداد تھی۔ ان میں سے اکثر مرتد ہو
گئے تھے اور باقی چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے۔ ان میں سے
پانچ ساتھی ہمارے ساتھ کے لیے چلے۔ اس جگہ پر چار دن
کام کیا۔ بہت سے احباب نے اذان دے کر نماز ادا کرانی
شروع کر دی۔ اس علاقہ میں ہماری شہرت ہو گئی کہ اس قسم
کے لوگ آئے ہوئے ہیں جو کہ مرتدوں کو دوبارہ اسلام میں
داخل کر رہے ہیں، پولیس کو ہماری رپورٹ کر دی گئی۔ جس
پر پولیس کے بیس سپاہی ایک ٹرک میں سوار ہو کر آ گئے۔

اور جس مسجد میں ہماری جماعت ٹھہری ہوئی تھی اس میں داخل
ہو گئے اور جماعت کے ساتھیوں کو لاٹھیوں سے اور بندوقوں
کے بٹوں سے مارنا شروع کر دیا۔ ایک ایک آدمی کے اوپر
تین تین، چار چار سپاہی چڑھ جاتے، مارتے اور گالیاں دیتے۔
جس سے ہمارے تمام ساتھیوں کی ٹٹی اور پیشاب نکل جاتے اور
تمام ساتھی بے ہوش ہو گئے۔ ان ظالموں نے ہم سب کو بیہوشی
کی حالت میں اٹھا اٹھا کر ٹرک میں ڈال دیا اور انبالہ کی جیل
میں لے گئے اور جیل کے اندر ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی
میں ہم سب کو بند کر دیا، اور صبح ہم سب کو کوٹھڑی سے
نکالا اور تمام جیلیوں کی ٹٹی ہم سے اٹھوائی گئی، اسی حالت
میں ہمیں تین دن گزر گئے، نہ ہمیں کھانے کو دیا اور نہ پانی
پینے کو دیا۔

پہلی غیبی مدد

چوتھے دن ہم تعلیم کر رہے تھے کہ ایک افسر آیا، اس
نے ہم کو دیکھا تو دریافت کیا کہ تم یہ کیا پڑھ رہے ہو، ہم
نے اس کو اپنی تعلیم کا مقصد سمجھایا مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ اس
نے ہمارے پاس سے تعلیمی نصاب کی کتاب لے لی۔ تھوڑی دیر
پڑھتا رہا اور کہنے لگا کہ جب میں انقلاب سے پہلے ملتان میں تھا

تو ہم اپنے بچوں کو جب ان کو کوئی تکلیف ہو جاتی تھی تو ہم ان
کو ان مسلمانوں کے پاس لے جاتے جو کہ تمہاری ہی طرح کے تھے
ان کو تبلیغی جماعت والے کہتے تھے۔ تم بھی انہی میں سے معلوم
ہوتے ہو، وہ لوگ اللہ کے کلام کو پڑھ کر دم کر دیا کرتے تھے۔
تو ہمارے بچوں کو آرام آجاتا تھا۔ وہ بہت اچھے لوگ تھے
مجھے ان سے بڑی محبت ہو گئی تھی۔ اگر تمہیں کسی قسم کی تکلیف
ہو تو میں تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں، ہم نے کہا کہ ہمیں تنگ
کوٹھڑی میں بند کیا ہوا ہے اور ہم سے قیدیوں کا پاخانہ اٹھوایا
جاتا ہے، جس سے ہمارے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں، نیز
تین دن ہمیں فاقہ کرتے ہو گئے ہیں۔ اس پر اس نے جیل
کے ذمہ دار افسران کو بلایا اور حکم دیا کہ فوراً ان کو بڑا کمرہ
دیا جائے اور پاخانہ وغیرہ بالکل نہ اٹھوایا جائے اور ان کا
راشن جاری کیا جائے۔ آج کے بعد ان کو کوئی تکلیف نہ دی
جائے۔ یہ حکم دے کر اور ہم سب سے مصافحہ کر کے وہ چلا
گیا، اللہ پاک نے ہماری غیبی مدد فرمائی۔ اس کے بعد ہمیں
اس جیل میں کافی آسانی ہو گئی۔ ہم اذان دے کر نماز پڑھنے
لگ گئے۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ اس جیل کے اندر ۲۵۰
مسلمان قیدی اور بھی ہیں۔ ہم نے ان کو دعوت دی تو ان میں
سے تقریباً اسی آدمی ہمارے ساتھ نماز پڑھنے لگ گئے۔ اور
تعلیم میں بھی اکثر ان میں سے شامل ہونے لگے۔ اسی طرح اس

جیل کے اندر ہمارے ۱۸ یوم گزر گئے اسکے بعد رہا کر دیا گیا۔

نیا عزم

جیل سے رہا ہو کر ہم ریاست بوڑھیا میں چلے گئے۔ اس
جگہ کے حالات بھی بہت خراب تھے جس کی وجہ سے ہمارے
۱۱ ساتھی معہ دونوں جماعتوں کے امیر صاحبان کے چھپ کر نکل
گئے باقی ۱۱ ساتھی رہ گئے۔ جب ہم کو پتہ چلا کہ ۱۱ ساتھی جا
چکے ہیں تو باقی ماندہ ساتھیوں کو بڑا قلق اور دکھ ہوا، مگر
اللہ پاک نے ہماری مدد کی اور وہ وعدہ جو کہ حضرت جی
رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا یاد دلایا جس کی وجہ سے تمام ساتھیوں
کے حوصلے بلند ہو گئے اور کام کرنے کا عہد کیا۔ یہ ۱۱ ساتھی
جو رہ گئے تھے ان کے نام یہ تھے: مولوی فیض الدین بہاری،
حافظ غلام رسول پنجابی، محمد سلیمان، رستم خان، الف خان،
ولی خاں، روشن خاں، محمد اسحاق، یوسف خاں، کریم خاں
اور کنور خاں۔

اس جگہ مولانا عبدالکریم صاحب تھے، ہم سب ساتھی مولانا
کے پاس گئے اور ان کی خدمت میں عرض کر کے درخواست
کی کہ آپ ہماری کارگزاری اپنی معرفت نظام الدین تبلیغی مرکز
میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

روانہ فرمادیں، جس میں ہم نے حضرت جی کی خدمت میں یہ بھی
عرض کیا تھا کہ اب ہم امیر کس کو بناویں اور آئندہ کام کیسے کریں
اس پر حضرت جی نے جواب میں فرمایا کہ امیر سلیمان میواتی کو
بنایا جاوے اور مقامی احباب کو زیادہ تعداد میں ساتھ نہ رکھا
جاوے اور قیام ہر حال میں مسجد میں کیا جائے، خواہ مسجد آباد ہو
یا غیر آباد۔ جماعت کو آگے بڑھایا جائے۔

دوسری آزمائش

نظام الدین مرکز سے جب یہ پیغام پہنچا تو ہم نے یہاں سے
اپنا سفر شروع کیا۔ دس یوم مختلف مقامات پر کام کرتے ہوئے
ہم "اروتی" پہنچ گئے۔ اس جگہ ایک بہت بڑی مسجد تھی جو
ویران پڑی تھی، ہم اس میں ٹھہر گئے، اس جگہ پر پاکستان سے
آئے ہوئے سکھ آباد تھے۔ جب ان کو ہمارا پتہ چلا تو یہ سکھ
بندوقیں اور رائفلیں لے کر مسجد میں آگئے اور قتل
کے درپے ہو گئے۔ جب ہم نے یہ حال
دیکھا تو کہا کہ تم ہم کو قتل تو کرو گے ہی، ہماری ایک بات مان لو
کہ ہمیں قتل سے پہلے نماز پڑھ لینے دو، اس پر وہ آمادہ ہو گئے
ہم نے نماز پڑھنی شروع کی اور نماز کے اندر ہی ہم رو رہے
تھے اور مالکِ حقیقی سے مدد مانگ رہے تھے کہ ان ظالموں نے

نماز کی حالت ہی میں بندوقوں سے گولیاں برسانی شروع کر
دیں۔ تمام ساتھی لہولہان ہو گئے، ہر ساتھی کے جسم کو گولیاں
چیر کر پار ہو چکی تھیں اور مسجد کا صحن خون سے رنگین ہو گیا تھا
امیر صاحب کے پاؤں میں سے چار گولیاں پار ہو گئیں تھیں، اللہ
کی شان خود بخود گولیاں چلنی بند ہو گئیں، ہمارے ساتھیوں میں
سے کچھ بیہوش تھے اور کچھ ہوش میں تھے۔

دوسری غیبی مدد

جب ان سکھوں نے دیکھا کہ بندوقوں سے فائر بند ہو گئے ہیں
تو وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم یہ کیا منتر پڑھ
رہے ہو کہ ہماری بندوقیں خود بخود بند ہو گئیں، ہم فائر کرنا
چاہتے ہیں مگر بندوقیں نہیں چلتیں۔ ہم نے کہا کہ ہم نہ کوئی
منتر وغیرہ پڑھتے ہیں اور نہ ہی ہم منتر وغیرہ جانتے ہیں۔
ہم تو اس مالک کا کلام پڑھ رہے ہیں جس کے قبضہ میں ہماری
جان ہے، وہی ہماری جان کا محافظ ہے، موت اور زندگی
اسی کے قبضہ میں ہے، ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے
دعا کرتے ہیں، وہی ہمارا خالق ہے، مالک ہے۔ یہ سن کر وہ
سب کے سب چلے گئے۔

سکھوں پر اثر

ہم سب ساتھیوں نے کپڑے جلا کر اپنے زخموں کو بھرا اور تمام رات اسی حال میں گزار دی۔ صبح دن نکلنے پر وہی سکھ آئے اور اپنے ساتھ ایک ڈاکٹر کو لائے۔ اس نے ہمارے زخموں پر مرہم پٹی کی اور ایک بالٹی بھی لائے جس میں دودھ تھا اور ہم سب کو دودھ پلایا اور کہنے لگے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔ ایک سکھ ہماری رہبری کے لیے ہمارے ساتھ چلا، جو مسلمانوں کو بلاتا اور ہم سے ملواتا، بات کراتا، یہ سکھ پانچ دن ہمارے ساتھ رہا اور پنجابی زبان میں اس نے چھ نمبر لکھے اور یاد بھی کیے۔ کلمہ، نماز کے متعلق ہم سے پوچھتا رہا۔ اس کے جانے کے بعد ہم اس علاقہ میں چھ دن تک کام کرتے رہے۔

ہماری گرفتاری

یہاں سے ہماری جماعت خضر آباد کی جامع مسجد میں پہنچ گئی، اس مسجد کے ایک حصہ میں حکومت نے محکمہ گھر بساؤ گڈمشن قائم کیا ہوا تھا، اس محکمہ والوں نے ہمارے نام لکھ لیے اور پولیس کو اطلاع دے دی۔ ان کی رپورٹ پر پولیس آگئی اور

اس نے ہم سب کو گرفتار کر لیا اور خضر آباد سے باہر ایک بہت بڑی حویلی تھی، جس کی چار دیواری تھی اور اس کے اندر ایک کنواں تھا۔ انقلاب کے زمانے میں یہاں پر مسلمانوں کا قافلہ آکر ٹھہرا تھا۔ مسلمانوں پر حملہ کرکے سب کو ختم کردیا گیا تھا۔ اور ان کی لاشوں کو اس حویلی کے اندر جو کنواں تھا اس میں ڈال دیا تھا۔ چنانچہ جب ہم کو اس حویلی کے اندر بند کرکے دروازہ میں قفل لگا دیا تو ہم کو جب پیاس نے ستایا تو اس کنویں کے اندر ہم نے پانی نکالنے کے لیے بالٹی ڈالی تو بالٹی میں گلا، سڑا، بدبودار پانی آیا۔ ہم نے بامرِ مجبوری اس سے اپنی پیاس بجھائی، چھ روز تک ہم اسی حویلی میں بھوک اور پیاس کی حالت میں پڑے رہے۔ چھ دن کے بعد پولیس والوں نے حویلی کا دروازہ کھولا تو ہم کو زندہ دیکھ کر حیران رہ گئے کیونکہ ان کا گمان تھا کہ یہ بھوکے پیاسے مر جائیں گے اور پھر ان کو بھی اسی کنویں میں پھینک دیں گے۔ پولیس والوں نے اردگرد کے رہنے والے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے حویلی کا دروازہ تو نہیں کھولا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی نے بھی نہیں کھولا۔ اس کے بعد انہوں نے ہم کو حویلی کے اندر سے نکالا، اور کہنے لگے کہ حکومت کا حکم تھا اس لیے ہم نے تم کو یہاں بند کر دیا تھا۔ ہم نے تمہارے اندر کوئی شر کی بات نہیں

دیکھی لہٰذا اب تم یہاں سے پہاڑی نابان کے علاقہ میں چلے جاؤ
ہم یہاں سے علاقہ نابان میں آگئے۔

تیسری آزمائش

اس علاقہ میں ہم نے پندرہ دن کام کیا اور مرتدوں کو
دوبارہ اسلام میں داخل کیا، اس علاقہ کے مرتدوں کی ہماری
باتوں سے بڑی حوصلہ افزائی ہوئی اور کافی تعداد میں مسلمان
دوبارہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ مگر ان میں جو منافق قسم کے لوگ
تھے انہوں نے پولیس کو اطلاع دے دی کہ اس قسم کے لوگ
علاقہ میں آئے ہوئے ہیں جو مرتد مسلمانوں کو دوبارہ اسلام میں
داخل کر رہے ہیں۔ اس رپورٹ پر پولیس آگئی اور ہم سب
کو گرفتار کر کے دریائے جمنا کے پل مقام تاجے والا پر لے گئے
راستہ میں ہمیں بندوقوں کے بٹوں سے مارتے، گالیاں دیتے،
جب ہم مقام تاجے والا کے پل پر پہنچ گئے تو انہوں نے
ہماری تلاشی لی اور پیسے وغیرہ سب چھین لیے اور ہمارے کپڑے
وغیرہ سب اتروا لیے اور ایک ایک کر کے سب کو پل پر سے
دریا میں پھینکنا شروع کر دیا۔ اس وقت دریا میں زبردست
طغیانی آئی ہوئی تھی کہ دریا کے کنارے جو پانچ دیہات آباد
تھے یہ پانچ گاؤں، مدھا، لیش پور، کدھی، اروتی وغیرہ بہہ

گئے تھے۔ جب ہم کو دریا میں پھینکا جاتا اور ہم جب پانی سے
غوطہ کھا کر اوپر آتے تو سوائے پانی اور آسمان کے ہمیں کچھ
دکھائی دیتا نہیں تھا، ہمارے سب ساتھی بیہوش ہوگئے۔

تیسری غیبی مدد

ہم اسی بے ہوشی کی حالت میں بہتے چلے جا رہے تھے، کہ
اللہ پاک کی شان کہ دریا کے اندر ایک بہت بڑا کیکر کا درخت
مع شاخوں کے پڑا ہوا تھا۔ ہم تمام ساتھی اس درخت میں
جا کر اُلجھ گئے۔ جس وقت ہم درخت میں اُلجھے ہوئے تھے
تو ایک آواز سنائی دی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ ہائے میرا
سبحان خاں رہ گیا۔ جب یہ آواز کان میں پڑی تو دیکھا کہ تمام درخت
میں اُلجھے پڑے ہیں، اور یہ آواز ہمارے ایک ساتھی کی تھی۔
جو بے ہوشی کی حالت میں اپنے بیٹے کے لیے کہہ رہا تھا۔ میں
نے (میاں جی سلیمان امیر جماعت) سے کہا یہ وقت اہل وعیال
کو یاد کرنے کا نہیں ہے بلکہ اس پاک ذات کو یاد کرنے کا ہے
جس نے ہمیں اب تک ان حالات میں بچایا اور زندہ رکھا،
اور اس بات کی دعا کرو کہ اللہ پاک موت دے تو ایمان پر
دے اور اسلام پر قائم رکھے۔ اور اگر اس پاک ذات
نے ہم سے اپنے دین کا کام لینا ہے تو اللہ پاک ہم کو اپنا

ذریعہ بنا کر مشرقی پنجاب کے تمام مرتدوں کو دوبارہ اسلام
کی دولت سے نواز دے گا۔ یہ ہمارا ایمان و یقین ہے، اللہ
پاک ہمارے ساتھ ہے۔ جس ذات نے اب تک بچایا ہے وہ ہی ہم
سے اپنے دین کا کام لے گا۔

چوتھی آزمائش اور نصرتِ ایزدی

اب تم درخت کا سہارا چھوڑو اور اللہ کے بھروسے
پر دریا کے کنارے کی طرف چلو، یہ بات ہو رہی تھی کہ دریا
کے اندر زبردست لہر آئی جو ہم کو بھی بہا کر لے گئی، اور
وہ درخت بھی دریا کی لہروں میں بہہ گیا۔ پھر ہمیں کسی کا کوئی
پتہ نہیں چلا، اللہ پاک بہتر جانتے ہیں کہ اس ذات نے
کس طرح بچایا اور ہم سب کو دریا سے نکال کر خشک زمین
پر پھینک دیا۔ حالات یہ تھے جس جگہ ہم ریت پر پڑے تھے
وہاں سے دریا کا رُخ دو طرف کو ہو جاتا ہے۔ یعنی دریا کی
ایک شاخ کھدر آباد کی طرف اور دوسری بجنور کی طرف جاتی
ہے۔ درمیان میں خشک ریت ہے۔ اس جگہ سے آگے عبداللہ
پور کے مقام پر ایک پُل ہے، اس پُل کے نیچے لوہے کی
جالیاں لگی ہوئی ہیں اور یہاں پر پولیس چوکی بھی ہے اور
ایک ہسپتال بھی ہے۔ اگر کوئی لاش وغیرہ بہہ کر آوے تو

ان جالیوں میں اٹک جاوے اور اس کو نکال لیا جاوے،
اور اگر کوئی زندہ بچ جائے تو اس کو ہسپتال میں داخل کر دیا
جائے۔ چنانچہ جس پولیس نے ہمیں دریا میں پھینکا تھا، اس
نے عبداللہ پور کے مقام پر پولیس کو اطلاع دے دی تھی کہ
ہم نے ۱۲ مسلمانوں کو دریا برد کیا ہے ان کی لاشوں کو مت
نکالنا بلکہ آگے دریا میں بہا دیا جاوے۔ اللہ کی شان کہ اس
نے ہمیں دریا سے نکال کر پہلے ہی ریت پر ڈال دیا تھا۔ دریا
کے کنارے مچھلی پکڑنے والے اور دھوبی کپڑے دھونے والے
موجود تھے جو ہم کو دیکھ کر دُور ہٹ گئے۔ جب سورج کی
تپش سے ہمارے جسم گرم ہوئے تو ہوش آیا، تو دیکھا کہ ہمارے
آنکھ، کان، ناک میں مٹی بھری ہوئی تھی اور ہمارے تمام
ساتھیوں کے جسم اکثر ننگے تھے۔ ہم نے اپنی انگلیوں سے اپنے
کان، ناک اور آنکھوں سے مٹی نکالی اور سب ایک جگہ اکٹھے
ہو گئے کیونکہ ہم سب ساتھی ایک مربع زمین کے فاصلے سے
جگہ جگہ پڑے ہوئے تھے۔

کپڑے پھاڑ کر ستر چھپایا

اس وقت دن کے بارہ بج چکے تھے اور جمعہ کا دن تھا،
ہمیں دریا میں جمعرات کو بارہ بجے پھینکا گیا تھا۔ گویا چوبیس

گھنٹے ہم پانی میں رہے اور ہمارے جسموں پر جو زخموں کے
نشان تھے وہ پانی کی وجہ سے سفید ہو گئے تھے۔ اللہ پاک
نے غیبی امداد فرمائی کہ ہمارے ایک ساتھی نے اپنے کپڑوں کی گٹھڑی کمر سے
باندھ رکھی تھی۔ خدا کی شان ان پولیس والوں نے اس ساتھی کو کپڑوں سمیت دریا میں
پھینک دیا تھا اور یہ گٹھڑی بدستور اس کی کمر پر بندھی ہوئی تھی۔ اس میں
دو چادر ایک کرتہ اور ایک پگڑی تھی۔ ہم سب ساتھیوں
نے پھاڑ پھاڑ کر اپنے ستر ڈھانکے اور یہاں سے خضر آباد
کی جامع مسجد میں پہنچ گئے، جمعہ کا دن تھا۔ اس مسجد میں دیہات
کے لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے آئے ہوتے تھے۔ یہ
لوگ ہمیں دیکھ کر گھبرا گئے اور مسجد کے اندر داخل نہیں ہونے
دیا۔ کہنے لگے تم کون لوگ ہو۔ مگر ہم زبردستی مسجد میں داخل
ہو گئے اور مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر ذکر اذکار میں
مشغول ہو گئے، ان لوگوں نے اسی پولیس کو جس نے ہمیں
تاجے والا کے مقام پر پل پر سے دریا میں پھینکا تھا، اطلاع
دے دی کہ اس قسم کے ۱۱ آدمی ہیں اور جامع مسجد خضر آباد
میں موجود ہیں، انہوں نے فوراً دو سپاہی بھیج دیے تاکہ مسجد
کے اندر سے کسی کو باہر نہ نکلنے دیں۔ ان دونوں سپاہیوں نے
مسجد کے دروازہ پر پہرہ لگا دیا اور حکم دیا کہ مسجد کے اندر
جس قدر بھی لوگ ہیں، سب مسجد کے اندر رہیں اگر کوئی شخص

باہر آئے گا تو ہم اس کو گولی مار دیں گے۔ اس حکم کو وہ لوگ
سن کر بہت گھبرائے اور ہمیں برا بھلا کہنے لگے کہ یہ کہاں سے
آ گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھ ہم کو بھی مصیبت میں پھنسایا ہے
نہ معلوم اب ہمارا کیا حشر ہو گا؟

غیبی مدد، سکھوں کا مسلمان ہونا اور واقعہ بیان کرنا

تھوڑی دیر کے بعد اور پولیس آ گئی، جن میں انسپکٹر کرتار سنگھ،
سب انسپکٹر کرم سنگھ، درگا پرشاد، جیا لال اور رسیر سنگھ وغیرہ تھے۔

انہوں نے مسجد کے اندر داخل ہو کر تمام مجمع کو ایک جگہ اکٹھا کر لیا
ان میں ہم بھی شامل تھے، انسپکٹر کرتار سنگھ نے سب کے سامنے
تمام حالات بیان کیے کہ جس طرح ہم کو دریا میں ڈالا تھا کہنے
لگے کہ ہم نے ان کے ساتھ بڑے ظلم کیے تھے۔ ان سب کو
ننگا کر کے دریا میں ڈالا تھا کہ یہ ختم ہو جاویں اور دریا میں
ڈوب کر مر جائیں۔ عجیب ماجرا ہے کہ یہ کیسے بچ گئے، معلوم
ہوتا ہے ان کے ساتھ کوئی زبردست طاقت ہے۔ جو ان کو
ہر جگہ اور ہر حال میں بچا رہی ہے۔ آج ہم بھی اسی غیبی
طاقت پہ جو ان کی محافظ اور نگہبان ہے، ایمان لاتے ہیں
اور اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ

اب تم ہم کو اسلام میں داخل کر لو، ہم نے اس مذہب کے
اندر کھلی غیبی مدد دیکھ لی ہے، ہم نے ان سے کہا کہ ہم تو سب
اَن پڑھ ہیں، ہم خود دین کو سیکھنے کے لیے نکلے ہیں، اس
مجمع کے اندر عالم اور دین دار لوگ موجود ہیں، جن میں
پانی پت کے امام مسجد اور علاقہ کے ذمہ دار محمد تقی صاحب
تھے۔ انہوں نے ان کو غسل دلا کر کلمہ پڑھایا اور پورے طریقہ
سے دینِ اسلام میں داخل کر لیا۔ انہوں نے ہم سے کہا اب تم
بالکل آزاد ہو، تم پر آج سے کوئی پابندی نہیں ہے۔

نُصرتِ خداوندی کا نظارہ

ہماری آزادی اور سکھوں کے اسلام قبول کرنے کے بعد
انہوں نے ہمارے لیے کپڑے منگائے اور دُودھ، مٹھائی
اور کھانا وغیرہ خوب کھلایا، جس وقت ہم کھانے پر بیٹھے اس
وقت ۶ بج چکے تھے۔ گویا ۳۰ گھنٹے کے بعد اللہ پاک نے
ہمیں کھانا کھلایا اور اپنی قدرت سے یہ تیس گھنٹے کا عرصہ اپنی
حفاظت میں رکھ کر پورا فرما دیا اور ہمارا یہ عشرہ بڑے اعزاز و
اکرام میں گزرا۔ دُور دراز سے مسلم اور غیر مسلم ہماری زیارت
کو آتے تھے اور دعائیں کراتے تھے۔ بہت سے مرتد خود بخود
دوبارہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت جیؒ کے ارشاد پر نظام الدین واپسی

یہاں سے ہم نے اپنی کارگزاری تبلیغی مرکز کو روانہ کی حضرت
مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے میاں جی دین محمد مرچونی صاحب
کو رقم وغیرہ دے کر ہمارے پاس بھیجا اور فرمایا کہ میاں جی کے
ہمراہ واپس نظام الدین آجائیں۔ چنانچہ ½۵ ماہ کا کم و بیش عرصہ
گزار کر ہم میاں جی کے ہمراہ مرکز نظام الدین حضرت مولانا محمد
یوسف نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت جی
رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے ہماری تمام کارگزاری سنی اور خوب
دعائیں دیں۔

کام کی دَعوت

قابلِ احترام بزرگو! دوستو! اللہ پاک اپنے ان بندوں
سے خوش ہوتے ہیں جو دین کی محنت کے لیے اپنی جان کی
بازی لگاتے ہیں۔ انہیں حق تعالیٰ شانہٗ دنیا و آخرت میں انعامات
و عطایا سے نوازتے ہیں، اور جو اعلیٰ و عمدہ صفات کے حامل
ہوں، اللہ پاک کی ذاتِ عالی، اس کی اُلوہیت و عظمت و
قدرت و ربوبیت اور جملہ صفات پر کامل یقین رکھتے ہوں اسی
ذات کے راضی کرنے کو مقصود بناتے ہوتے ہوں۔ اس کی

اطاعت اور بندگی میں گردن جھکائے رہتے ہوں، اور حضرت
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اور آپ کی سُنّتوں
کو محبوب رکھتے ہوں۔ نماز، تعلیم و تعلم و تلاوتِ قرآنِ پاک اور
اللہ کے ذکر میں ان کا جی لگتا ہو۔

انسانوں کے حقوق ادا کرنے والے ہوں، بڑوں کی تعلیم اور
چھوٹوں پر شفقت، آپس میں محبت اور معاملات میں صفائی ان کی
پیاری عادات ہوں، دین کے مٹنے کا غم اور کڑھن سینے میں لیے
ہوئے ہوں۔ اس راہ میں مشقتیں اٹھانا، اپنے اور عزیزوں کے
طعنے سننا اور طبیعت کے خلاف امور کو برداشت کرنا ان کے
لیے لذت کی چیز ہو، وہ اپنی قربانیوں کا بدلہ آخرت میں چاہتے
ہوں، ذلیل دنیا ان کے دلوں سے کوچ کر چکی ہو، یہی
وہ لوگ ہیں جنہیں آخرت میں بڑے بڑے درجات ملیں
گے۔ والسلام۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الۡاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمۡ

اما بعد! میرے محترم بھائیو جس طرح ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ
اور اُس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کے بتائے ہوئے
نیکی اور پرہیزگاری کے اُس سیدھے اور روشن راستے پر چلیں جس کا نام اسلام ہے اِس
طرح یہ بھی فرض ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے راستے سے بے خبر ہیں یا اپنی
طبیعت کی بُرائی کی وجہ سے اس پر نہیں چل رہے ہیں۔ ان کو بھی اِس سے واقف
کرانے اور اُس پر چلانے کی کوشش کریں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف
لانے پر اب نبیوں کا سلسلہ تو ختم ہے۔ کیونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے آخری نبیؐ اور
رسولؐ ہیں۔ اور اس بات کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے کہ اب آپؐ کے بعد کوئی نیا نبی
یا پیغمبر نہیں بھیجا جائے گا۔ بلکہ اب یہ مبارک کام یعنی دین کی تعلیم و دعوت ان لوگوں
کے ذمّہ ہے جو دینِ حق کو قبول کر چکے ہیں۔

الغرض نبوّت و رسالت کے ختم ہونے کے بعد دین کی دعوت اور لوگوں کی
اصلاح و ہدایت کی تمام تر ذمّہ داریاں ہمیشہ کے لیے اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اُمّت کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ اور دراصل اس اُمّت کی یہ بہت بڑی فضیلت
ہے۔ بلکہ قرآن شریف میں اس اُمّت کا وجود اسی خدمت و دعوت کو بتایا
ہے گویا یہ اُمّت اسی واسطے پیدا کی گئی ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط

ترجمہ:۔ اے امت محمد صلعم! تم ہو وہ بہترین جماعت جو اس دنیا میں لائی گئی ہے انسانوں کی اصلاح کیلئے، کہتے ہو نیکی کرنے کو اور روکتے ہو برائی سے اور سچا ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر۔

یہ جہاد بھی ہے

بلکہ اس کو یعنی تبلیغ و دعوت کو جہاد اکبر فرمایا ہے۔ سورۃ الفرقان کی ایک آیت ہے۔ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا بلکہ جہاد بھی بڑا کہا گیا ہے۔ مفسرین کرامؒ نے لکھا ہے۔ کہ اس جہاد کبیرا سے مراد دین کی دعوت و تبلیغ ہے۔ پھر اس پر بڑی فضیلت آئی ہے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ تم میں سے کسی شخص کا خدا کی راہ میں کھڑا ہونا یعنی تبلیغ و دین کے لیے نکلنا گھر کے گوشہ میں ۷۰ سال نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (اسلام کیا ہے۔ صفحہ ۱۳۲)

تبلیغ دین پر ثواب

سلطان الہند عالمگیرؒ کو حضرت مجدد سرہندی قدس سرہ، کے جانشین حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے تحریر فرمایا میرے محترم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں اور اُن میں سے اونچا درجہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے ہے۔ ایک درجے کا دوسرے درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان و زمین کے درمیان ہے (بخاری)

دس کروڑ مہینوں کے برابر ثواب

حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے راستے میں ایک گھڑی ٹھہرنا مکہ مکرمہ میں حجر اسود

کے قریب لیلۃ القدر کے اندر قیام کرنے سے بہتر ہے۔ (بیہقی ابن حبان)

اس حدیث شریف کے پیش نظر علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس حساب سے اللہ کی راہ میں ایک ساعت ٹھہرانا۔ دس کروڑ مہینوں کے قیام سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ مکہ مکرمہ میں لیلۃ القدر میں قیام (کم از کم) دس کروڑ مہینوں کے برابر ہے۔

مسلمانوں کی نگہبانی پر اجر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ سرحد کی حفاظت کرتے ہیں اور اُن کو ان تمام لوگوں کا اجر ملے گا جو امن سے نماز، روزہ ادا کرتے ہیں۔ دین کے لئے جدّوجہد کرنا اتنا اونچا عمل ہے۔ اگر دوسرا کوئی سالہا سال چلہ کھینچے تو تب بھی مجاہد کا ثواب زیادہ ہے جو طاعات وعبادات (دینی سفر میں) اور اس راستے میں ہوتی ہیں۔ ان کا درجہ گھر والی عبادت سے بہت زیادہ ہے اِس راہ کے صدقات وخیرات بڑا درجہ رکھتے ہیں۔

ایک نماز بیس ۲۰ لاکھ نماز کے برابر ہے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرحد کی چوکیداری کرنیکی حالت میں ایک نماز بیس ۲۰ لاکھ نمازوں کے برابر ہے (ابن حبان)

سات سو دینار سے افضل ہے

نیز فرمایا اس راہ میں خرچ کرنا ایک دینار کا دوسری جگہ کسی نیک کام میں ۷۰۰ دینار خرچ کرنے سے افضل ہے۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کا ارشاد

اس جگہ مناسبت کے لحاظ سے درمیان میں ایک ارشاد حضرت مجدد الف ثانیؒ کا تحریر

کرتا ہوں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

ایک روپیہ کروڑوں روپے سے زیادہ بہتر ہے

ترویج علم دین کے سلسلے میں ایک کوڑی خرچ کرنے کا اجر لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کے برابر ہے سب سے بڑی نیکی شریعت اسلامیہ کی ترویج ہے اور شریعت کے کسی حکم کو زندہ کرنا ہے خصوصاً ایسے زمانہ میں جب کہ شعائر اسلام مٹتے چلے جا رہے ہوں۔ اور دین کے ایک مسئلہ کو رواج دینا اور اس کی تبلیغ کرنا کروڑ ہا روپیہ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اور مسائل شرعیہ کو رواج دینے کی نیت سے ایک کوڑی خرچ کرنا لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کے برابر ہے۔ جو اس کے علاوہ کسی دوسری نیت سے خرچ کئے جائیں۔ (مکتوبات حصہ دوم ص۲۱)

دین کے راستے کی بیماری کا ثواب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کے راستے میں ایک ساعت یا ایک دن یا اس سے بھی کم بیمار ہوا تو اُسکے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور اسکے لیے ایسے ایک لاکھ غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے جن میں سے ہر ایک کی قیمت ایک لاکھ درہم ہو (مکتوبات خواجہ محمد معصوم ص۱۱)

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا

حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب مدظلہ، تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ دین کی ترغیب کیلئے قرآن پاک میں کئی جگہ پر ارشاد فرمایا ہے۔ تقریباً ساٹھ آیات

تو میری کوتاہ نظر سے بھی گزری ہیں۔ تبرکاً یہاں یہ بھی جا رہی ہیں۔

قال اللہ عز اسمہ ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین (پ۲۴ ع۱۹)

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبردار دل میں ہوں۔ (بیان القرآن)

تشریح

حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے وہ اِس بشارت کا مستحق ہے خواہ کسی طریقہ سے بلائے مثلاً انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والسلام معجزہ وغیرہ سے بلاتے ہیں اور حضرات علماء کرام دلائل سے اور مجاہدین تلوار سے اور مؤذنین آذان سے غرض جو شخص بھی کسی شخص کو دعوت الی الخیر کرے وہ بھی اس میں داخل ہے خواہ اعمال ظاہرہ کی طرف بلائے (جیسے علماء کرام وعظ و تقریر سے) یا اعمال باطنہ کی طرف جیسے حضرات صوفیاء کرام اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف بلاتے ہیں وہ سب اس میں شریک ہیں۔ (خازن)

تبلیغ کے درجے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ناجائز کام کو ہوتے دیکھے۔ اگر اُس پر قدرت ہو تو اُس کو ہاتھ سے روک دے اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر انکار کر دے۔ اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو پھر دل سے اُس کو بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت ہی کم درجہ ہے۔ (مسلم)

ایک ارشاد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ ہم لوگ اس حالت میں بھی تباہ و برباد ہو سکتے ہیں کہ ہمارے اندر متقی اور صلحا حضرات موجود ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا ہاں، جب خباثت غالب آجائے (فضائل تبلیغ ص۱)

تبلیغ نہ کرنے والوں کیلئے وعید

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بنی اسرائیل میں سب سے پہلے تنزل اس طرح شروع ہوا کہ ایک شخص دوسرے سے ملتا اور اس کو کسی ناجائز بات کو کرتے دیکھتا تو اس کو منع کرتا۔ کہ اللہ تعالی سے ڈر ایسا نہ کر۔ لیکن اس کے نہ ماننے پر بھی اس کے ساتھ اپنے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے میں ویسا ہی برتاؤ کرتا جیسا کہ پہلے تھا جب عام طور پر ایسا ہونے لگا تو اللہ تعالی نے بعضوں کے قلوب کو بعضوں کے ساتھ خلط کر دیا

(یعنی نافرمانوں کے دلوں کی طرح ہی فرمانبرداروں کے دلوں کو کر دیا) پھر ان کی تائید میں قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی، لُعِنَ الَّذِینَ کَفَرُوا سے فاسقون تک۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"لوگو! اچھی باتوں کا حکم کرتے رہو اور بری باتوں سے روکتے رہو ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور اس کو حق بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو، (ترمذی)

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے فضائل تبلیغ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور قسم کھا کر فرمایا کہ تم نجات نہیں پاؤ گے جب تک ظالم کو ظلم سے نہ روک دو۔

دنیا ہی میں عذاب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی جماعت اور قوم میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ قوم یا جماعت باوجود طاقت ہونے کے پھر بھی اس کو گناہ سے نہیں روکتی تو ان سب پر مرنے سے پہلے دنیا میں عذاب آجاتا ہے (ابن ماجہ)

بہت ہی اہم نصیحت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور ایک خاص اثر آپ کے چہرہ مبارک پر تھا۔ میں نے دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کچھ بات چیت نہ فرمائی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ میں حجرہ کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی کہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

" لوگو! اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع کرتے رہو۔ مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو، تم سوال کرو وہ پورا نہ

کیا جائے تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں،،

بس یہی باتیں فرما کر آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ (ابن ماجہ ابن حبان)

ان کاموں کے کرنے سے محروم ہو جاؤ گے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت دُنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت اور وقعت ان کے دِلوں سے نکل جائے گی۔ اور جب اچھی باتوں کا کرنے کو کہنا اور بُری باتوں سے روکنا چھوڑ دے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ جل شانہ کی نظروں میں گر جائے گی۔ (ترمذی)

پہلے چار سوال ہونگے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دِن آدمی کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے۔ جب تک کہ چار سوال نہ کرلئے جائیں۔

۱۔ عمر کس مشغلہ میں ختم کی۔

۲:۔ جوانی کس کام میں خرچ کی۔

۳:۔ مال کس طرح کمایا تھا اور کس کام پر خرچ کیا۔

۴:۔ اپنے علم پر کیا عمل کیا تھا۔ بیہقی ۔

تم سب سے پوچھ ہو گی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے بے شک تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اپنے رعیت کے بارے میں پوچھ ہو گی۔ پس بادشاہ لوگوں پر نگہبان ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا مرد اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے پس اس سے اس بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد پر نگہبان ہے۔ اُس سے اِس بارے میں سوال ہوگا۔ پس تم اپنی رعیت کے بارے میں نگہبان ہو۔ تم سب سے رعیت کے بارے میں سوال ہوگا (بخاری و مسلم)

دین سراسر نصیحت کا نام ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دین سراسر نصیحت ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین نے عرض کیا کس کے لئے؟۔ فرمایا اللہ کے لئے اور اُس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے مقتداؤں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے (مسلم)

فائدہ

اللہ تعالٰی کی خیر خواہی یہ ہے کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ اس کی عبادت کی جائے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ ان کا حکم مانا جائے۔ پوری طرح ان سے محبت کی جائے۔ تابعداری کی جائے۔ جو حکم دیں مانا جائے جہاں سے روکیں رُکا جائے۔

مقتداؤں کی خیر خواہی یہ ہے کہ انہوں نے جو خدمات اسلام سر

انجام دہی میں اُنکا شکریہ ادا کیا جائے، اُنکی تحقیقات سے فائدہ اُٹھایا جائے۔
عام مسلمانوں کی یہ ہے کہ ان کے حق ادا کئے جائیں جیسا کہ دعوت قبول کرنا، سلام کا جواب دنیا، چھینک کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو یَرْحَمُکَ اللہُ کہنا جنازہ کے ساتھ جانا، پیٹھ پیچھے خیر خواہی کرنا (شرح نووی)

ایک ضروری وضاحت

اب ان حدیث جار کہ کے بعد جو مکتوب مبارک عنوان لگا حضرت جیؒ کی چھ باتوں کے نام سے لکھا جارہا ہے یہ مکتوب تبلیغ کے مقصد، اصول طریق کار متوقع منافع وبرکات اور اس راہ کی ضروری ہدایات پر بہت جامع ہے۔

حضرت جی کی چھ باتیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ،

مخترمین ومکرمین بندہ زادنا اللہ وایاکم جھداً وسعیاً فی سبیلہ والھمنا وایاکم مراشد امورنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
خداوند کریم سے اُمید ہے کہ آپ حضرات بعافیت ہوں گے۔ آپ حضرات کی دینی مساعی کی اطلاعات باعث مسرت اور باعث تقویت ہوتی ہیں اللہ جل شانہ، قبول فرمادیں، ترقیات عطا فرمادیں۔ آمین۔
اللہ رب العزت جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے انسانوں کی تمام کامیابیوں کا دارومدار انسان کے اندر رکھی مایہ پر رکھا ہے۔ کامیابی اور ناکامی انسان کے اندر کے حال کا نام ہے باہر کی چیزوں کے نقشے کا نام کامیابی و

ناکامی نہیں، عزت وذلت، آرام وتکلیف، سکون وپریشانی، صحت وبیماری انسان کے اندر کے حالات کا نام ہے۔ ان حالات کے بننے یا بگڑنے کا باہر کے نقشوں سے تعلق بھی نہیں۔ اللہ جل شانہ، ملک ومال کے ساتھ انسان کو ذلیل کر کے دکھادیں اور فقر کے نقشے میں عزت دے کر دکھادیں انسان کے اندر کی مایہ اس کا یقین اور اُس کے اعمال ہیں انسان کے اندر کا یقین اور اندر سے نکلنے والے عمل اگر ٹھیک ہوں گے تو اللہ جل شانہ، اندر کامیابی کی حالت پیدا فرمادیں گے خواہ چیزوں کا نقشہ کتنا ہی پست ہو۔ اللہ جل شانہ، تمام کائنات کے ہر ذرے کے اور فرد کے خالق ومالک ہیں۔ ہر چیز کو اپنی قدرت سے بنایا ہے سب کچھ ان کے بنانے سے بنا ہے۔ وہ بنانے والے ہیں۔ خود بنا نہیں اور جو بنا ہوا ہے اُس سے کچھ نہیں بنتا جو کچھ قدرت سے بنا ہے۔ وہ قدرت کے ماتحت ہے۔ ہر چیز پر ان کا قبضہ ہے وہ ہی ہر چیز کو استعمال فرماتے ہیں۔ وہ اپنی قدرت سے ان چیزوں کی شکلوں کو بھی بدل سکتے ہیں۔ اور شکلوں کو قائم رکھ کر صفات کو بدل سکتے ہیں۔ لکڑی کو اژدھا بنا سکتے ہیں اور اژدہے کو لکڑی بنا سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر شکل پر خواہ ملک کی ہو یا مال کی برق کی ہو یا بھاپ کی ان کا ہی قبضہ ہے اور وہی تصرف فرماتے ہیں۔ جہاں سے انسان کو تعمیر نظر آتی ہے وہاں سے تخریب لاکر دکھادیں اور جہاں سے تخریب نظر آتی ہے وہاں سے تعمیر لاکر دکھادیں، تربیت کا نظام وہی چلاتے ہیں۔ ساری چیزوں کے بغیر ربیت پر ڈال کر پال دیں اور سارے ساز وسامان میں پرورش بگاڑ دیں۔

پہلا کلمہ طیبہ ـــــــ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ جل شانہ کی ذات عالی سے تعلق پیدا ہو جائے اور ان کی
قدرت سے براہ راست استفادہ ہو اس کے لئے حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ کی
طرف سے طریقے لے کر آئے ہیں جب ان کے طریقے زندگیوں میں آئیں
گے تو اللہ جل شانہ، ہر طریقے میں کامیابی دے کر دکھائیں گے لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں اپنے یقین اور اپنے جذبے اور
اپنے طریقے بدلنے کا مطالبہ ہے۔ یقین کی تبدیلی پر ہی اللہ پاک اس
زمین و آسمان سے کئی گنا زیادہ بڑی جنت عطا فرمائیں گے جن چیزوں
میں سے یقین نکل کر اللہ کی ذات میں آئے گا ان ساری چیزوں کو
اللہ پاک مسخر فرما دیں گے۔ اس یقین کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے
ایک تو اس یقین کی دعوت دینی ہے۔ اللہ کی بڑائی سمجھانی ہے ان کی ربوبیت
سمجھانی ہے۔ ان کی قدرت سمجھانی ہے انبیاء کرامؑ اور صحابہؓ کے واقعات
سنانے ہیں۔ خود تنہائیوں میں بیٹھ کر سوچنا ہے۔ دل میں اسی یقین کو اتارنا
ہے جس کی مجمع میں دعوت دی ہے یہی حق ہے اور پھر رو رو کر دعا
مانگنی ہے کہ اے اللہ اس یقین کی حقیقت سے نواز دے۔

دوسرا نمبر ـــــــ نماز

اللہ جل شانہ کی قدرت سے براہ راست فائدے حاصل کرتے
کے لئے نماز کا عمل دیا گیا ہے۔ سر سے لے کر پیر تک اللہ کی رضا والے
مخصوص طریقے پر پابندیوں کے ساتھ اپنے کو استعمال کرو۔ آنکھوں کا۔

کانوں کا۔ ہاتھوں کا۔ زبان کا۔ پیروں کا استعمال ٹھیک ہو۔ دل میں اللہ کا
دھیان ہو۔ اللہ کا خوف ہو۔ یقین ہو کہ نماز میں اللہ کے حکم کے مطابق میرا ہر
استعمال تکبیر و تسبیح رکوع و سجدہ ساری کائنات سے زیادہ انعامات دلانے
والا ہے۔ اسی یقین کے ساتھ نماز پڑھ کر ہاتھ پھیلا کر مانگا جائے تو اللہ جل شانہ
اپنی قدرت سے ہر ضرورت پوری کریں گے ایسی نماز پر اللہ پاک گناہوں کو
معاف بھی فرما دیں گے۔ رزق میں برکت بھی دیں گے طاقت کی توفیق بھی
ملے گی۔ ایسی نماز سیکھنے کے لیے دوسروں کو خشوع و خضوع والی نماز کی ترغیب
و دعوت دی جائے اس پر آخرت اور دنیا کے نفع سمجھائے جائیں۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کی نماز کو سنانا۔ خود اپنی نماز کو اچھا
کرنے کی مشق کرنا اہتمام سے وضو کرنا، دھیان جمانا، قیام میں، قعدہ میں
رکوع میں، سجدے میں بھی دھیان کم از کم تین مرتبہ جمایا جائے کہ اللہ مجھے
دیکھ رہے ہیں نماز کے بعد سوچا جائے کہ اللہ کی شان کے مطابق نماز نہ
ہوئی۔ اس پر رونا اور کہنا کہ اے اللہ ہماری نماز میں حقیقت پیدا فرما۔

تیسرا نمبر ـــــــ علم و ذکر

علم سے مراد یہ ہے کہ ہم میں تحقیق کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ میرے
اللہ مجھ سے اس حال میں کیا چاہتے ہیں۔ اور پھر اللہ کے دھیان کے ساتھ
اپنے آپ کو اس عمل میں لگا دینا یہ ذکر ہے۔ جو آدمی دین سیکھنے کے لئے
سفر کرتا ہے اس کا یہ سفر عبادت میں لکھا جاتا ہے اس مقصد کے لئے
چلنے والوں کے پیروں کے نیچے ستر ہزار فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ زمین
و آسمان کی ساری مخلوق ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے شیطان

پر ایک عالم ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے دوسروں میں علم کا شوق
پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ فضائل سنائے جائیں۔ خود تعلیم کے حلقوں
میں بیٹھا جائے۔ علماء کی خدمت میں حاضری دی جائے اس کو بھی عبادت
یقین کیا جائے اور رو رو کر مانگا جائے کہ اللہ جل شانہ، علم کی حقیقت عطا
فرما دیں۔ ہر عمل میں اللہ جل شانہ، کا دھیان پیدا کرنے کے لئے اللہ کا ذکر
ہے جو آدمی اللہ جل شانہ، کو یاد کرتا ہے اللہ جل شانہ، اُس کو یاد
فرماتے ہیں۔ جب تک آدمی کے ہونٹ اللہ کے ذکر میں ہلتے رہتے ہیں۔
اللہ جل شانہ، اس کے ساتھ ہوتے ہیں، اللہ پاک اپنی محبت و معرفت
عطا فرماتے ہیں۔ اللہ کا ذکر شیطان سے حفاظت کا قلعہ ہے خود اللہ جل شانہ
کا دھیان پیدا کرنے کے لئے دوسروں کو اللہ کے ذکر پر آمادہ کرنا
ترغیب دینا، خود دھیان جما کر کہ میرے اللہ مجھے دیکھ رہے ہیں ذکر
کرنا اور رو رو کر دعا مانگنا کہ اے اللہ مجھے ذکر حقیقت عطا فرما

چوتھا نمبر ——— اکرام مسلم

ہر مسلمان کا بحیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونے
کے اکرام بھی کرنا ہے۔ ہر اُمتی کے آگے بچھ جانا ہر شخص کے حقوق ادا
کرنا اور اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرنا جو آدمی مسلمان کی پردہ پوشی کرنے
گا۔ اللہ جل شانہ، اُس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ جب تک آدمی اپنے
مسلمان بھائی کے کام میں لگا رہتا ہے اللہ جل شانہ، اُس کے کام میں
لگے رہتے ہیں۔ جو اپنے حق کو معاف کردے گا۔ اللہ جل شانہ، اس

کو جنت کے بیچ میں محل عطا فرمائیں گے جو اللہ کے لئے دوسروں کے
آگے تذلّل اختیار کرے گا اللہ جل شانہ، اس کو رفعت و بلندی عطا
فرمائیں گے اُس کے لئے دوسروں پر ترغیب کے ذریعہ اکرام مسلم کا شوق
پیدا کرنا ہے۔ مسلمان کی قیمت بتانی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
کرام رض کے اخلاق، ہمدردی اور ایثار کے واقعات سُنانے ہیں خود اُس کی
مشق کرنی ہے اور رو رو کر اللہ جل شانہ، سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے اخلاق کی توفیق مانگنی ہے۔

پانچواں نمبر ——— اخلاصِ نیت

ہر عمل میں اللہ جل شانہ، کی رضا کا جذبہ ہو، کسی عمل سے دُنیا کی
طلب یا اپنی حیثیت بنانا مقصود نہ ہو۔ اللہ کی رضا کے جذبے سے تھوڑا
سا عمل بھی بہت انعامات دِلوائے گا۔ اور اس کے بغیر بہت بڑے
بڑے عمل بھی گرفت کا سبب بنیں گے۔ اپنی نیت کو دُرست کرنے کے
لئے دوسروں میں دعوت کے ذریعہ تصحیح نیت کا فکر و شوق پیدا کیا جائے
اپنے آپ ہر عمل سے پہلے اور ہر عمل کے دوران نیت کو دُرست کرنے
کی مشق کی جائے میں اللہ کو راضی کرنے کے لئے یہ عمل کر رہا ہوں
اور عمل کی تکمیل پر اپنی نیت کو ناقص قرار دے کر توبہ و استغفار
کی جائے اور رو رو کر اللہ جل شانہ، سے اخلاص مانگا جائے۔

چھٹا نمبر ـــــــــ تبلیغ

آج اُمت میں کسی حد تک انفرادی اعمال کا رواج ہے۔ گو ان کی حقیقت نکلی ہوئی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے طفیل پوری اُمت کو دعوت والی محنت ملی تھی اس کے بندوں کا تعلق اللہ جل شانہ سے قائم ہو جائے اُس کے لیے انبیاء علیہم السلام والے طرز پر اپنی جان و مال کو جھونک دنیا اور جن میں محنت کر رہے ہیں ان سے کسی چیز کا طالب نہ بنا اُس کیلئے ہجرت بھی کرنا اور نصرت بھی کرنا جو زمین والوں پر رحم کرتا ہے، جو دوسروں کا تعلق اللہ جل شانہ، سے جوڑنے کیلئے ایمان و عمل صالح کی محنت کریں گے اللہ جل شانہ، انکو سب سے پہلے ایمان و عمل صالح کی حقیقتوں سے نواز کر اپنا تعلق عطا فرمائیں گے۔ اس راستے میں ایک صبح یا ایک شام کا نکلنا پوری دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے (باعتبار اعمال کے بھی اور باعتبار چیزوں کے بھی) اس سب سے بہتر ہے۔ اس راستے میں ہر مال کے خرچ اور اللہ کے ہر ذکر و تسبیح اور ہر نماز کا ثواب سات لاکھ گنا ہو جاتا ہے۔ اس راستے میں محنت کرنے والوں کی دُعائیں نبی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی دُعاؤں کی طرح قبول ہوتی ہیں۔ یعنی جس طرح ان کی دُعاؤں پر اللہ جل شانہ، نے ظواہر کے خلاف اپنی قدرت کو استعمال فرما کر ان کو کامیاب فرمایا اور باطل خاکوں کو توڑ دیا۔ اسی طرح اس محنت کے کرنے والوں کی دُعاؤں پر اللہ جل شانہ، ظواہر کے خلاف اپنی قدرت کے مظاہرے فرمائیں گے اور اگر عالمی

بنیاد پر محنت کی گئی تو تمام اہل عالم کے قلوب میں ان کی محنت کے اثر سے تبدیلیاں لائیں گے۔ دین کے دوسرے اعمال کی طرح ہمیں یہ محنت بھی کرنی نہیں آتی۔ دوسروں کو اس محنت کے لیے آمادہ کرنا ہے۔ اس کی اہمیت اور قیمت بتانی ہے، انبیاءؑ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات سُنانے ہیں۔ خود اپنے آپ کو قربانی کی شکلوں اور ہجرت و نصرت والے اعمال میں لگانا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہر حال میں اللہ کی راہ میں نکلے ہیں۔ نکاح کے وقت اور رُخصتی کے وقت، گھر میں ولادت کے موقع پر اور وفات کے موقعہ پر، سردی میں، گرمی میں، بھوک میں، فاقے میں، صحت میں بیماری میں، قوت میں، ضعف میں، جوانی میں، بڑھاپے میں بھی نکلے ہیں، اور رو رو کر اللہ جل شانہ، سے مانگنا ہے کہ ہمیں اس عالی محنت کے لئے قبول فرمائے۔

ان چیزوں سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے ہر شخص سے خواہ کسی شعبہ سے تعلق ہو۔ چار ماہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے اپنے مشاغل ساز و سامان اور گھر بار سے نکل کر ان چیزوں کی دعوت دیتے ہوئے اور خود مشق کرتے ہوئے ملک بہ ملک اقلیم بہ اقلیم، قوم بہ قوم، قریہ بہ قریہ پھریں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اُمتی کو مسجد والا بنایا تھا۔ مسجد کے کچھ مخصوص اعمال دیئے تھے۔ ان اعمال سے مسلمانوں کا زندگی میں امتیاز تھا مسجد میں اللہ کی بڑائی کی، ایمان کی اور آخرت کی باتیں ہوتی تھیں، اعمال سے زندگی بننے کی باتیں ہوتی تھیں، عملوں کے ٹھیک

کرنے کے لئے تعلیمیں ہوتی تھیں، ایمان وعمل صالح کی دعوت کے لئے
ملکوں اور علاقوں میں جانے کی تشکیلیں بھی مسجد سے ہی ہوتی تھیں۔
اللہ کے ذکر کی مجلسیں مسجدوں میں ہوتی تھیں۔ یہاں تعاون، ایثار،
ہمدردیوں کے اعمال ہوتے تھے ہر شخص حاکم محکوم، مالدار غریب،
تاجر، زارع، مزدور، مسجد میں آکر زندگی سیکھتا تھا۔ اور باہر جا
کر اپنے اپنے شعبہ میں مسجد والے تاثر سے چلتا تھا۔ آج ہم دھوکے
میں پڑ گئے کہ ہمارے پیسے سے مسجد چلتی ہے، مسجدیں اعمال سے خالی
ہوگئیں اور چیزوں سے بھر گئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کو بازار
والوں کے تابع نہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نہ بجلی تھی۔ نہ
پانی تھا، نہ غسل خانے تھے، خرچ کی کوئی شکل نہ تھی۔ مسجد میں آکر داعی
بنتا تھا معلم اور متعلم بنتا تھا۔ ذاکر بنتا تھا۔ نمازی بنتا تھا، مطیع بنتا تھا؟
متقی زاہد بنتا تھا، خلیق بنتا تھا، باہر جاکر ٹھیک زندگی گذارتا تھا مسجد
بازار والوں کو چلاتی تھی۔ ان چار ماہ میں ہر جگہ جاکر مسجدوں میں ہر امتی
کو لانے کی مشق کریں، مسجد والے اعمال کو سیکھتے ہوئے دوسروں کو
یہ محنت سیکھنے کے لئے تین چلوں کے واسطے آمادہ کریں۔

واپس اپنے مقام پر آکر اپنی بستی کی مسجد میں ان اعمال کو زندہ
کرنا ہے ہفتہ میں دو مرتبہ گشت کے ذریعہ بستی والوں کو جمع کر کے
انہی چیزوں کی طرف متوجہ کرنا اور مشق کے لیے فی گھر ایک نفر تین چلوں
کے لئے باہر نکلنا ہے۔ ایک گشت اپنی مسجد کے ماحول میں اور دوسرا

گشت دوسری مسجد کے ماحول میں کریں۔ ہر مسجد میں مقامی جماعت بھی
بنائیں ہر مسجد کے احباب روزانہ فضائل کی تعلیم کریں۔ اپنے شہر یا بستی
کے قریب دیہات میں کام کی فضا بنانے اس کے لئے ہر مسجد سے تین یوم
کے لیے جماعتیں پانچ کوس کے علاقے میں جائیں۔ ہر دوست مہینے میں
تین یوم پابندی سے لگائے "الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا" کے مصداق تین دن
پر حکماً تیس ۳۰ دن کا ثواب ملے گا، پورے سال ہر مہینے تین دن لگائے
تو سارا سال اللہ کی راہ میں شمار ہوگا۔ اندرون ملک کے تقاضے
پورے ہوتے رہیں اور اپنی مشق قائم رہے۔ اور جاری رہے اس
کے لئے ہر سال اہتمام سے چلہ لگایا جائے۔ عمر میں کم از کم تین چلے، سال
میں چلہ، مہینے میں تین یوم، ہفتہ میں دو گشت، روزانہ کی تعلیم، تسبیحات،
تلاوت یہ کم سے کم نصاب ہے کہ ہماری زندگی دین والی بنتی ہے۔
اگر ہم یوں چاہیں کہ ہم سبب بنیں اجتماعی طور پر پوری انسانیت
کی زندگی کے صحیح رخ پر آنے اور باطل کے ٹوٹنے کا تو اس کے
لئے اس نصاب سے بھی آگے بڑھنا ہوگا۔ ہمارے وقت اور ہماری
آمدنی کا نصف اللہ کی راہ میں لگے۔ اور نصف کاروبار اور گھر کے
مسائل میں یا کم از کم یہ کہ ایک تہائی وقت و آمدنی اللہ کی راہ میں
اور دو تہائی اپنے مشاغل میں یعنی ہر سال چار ماہ کی ترتیب بنائی جائے۔

حضرت جی کی ہدایات

آپ حضرات عمر میں کم از کم تین چلوں کی دعوت خوب جم

کردیں۔ اس میں بالکل نہ گھبرائیں۔ اس کے بغیر زندگیوں کے رُخ نہ بدلیں گے، جن احباب نے خود ابھی تین چلّے نہ دیئے ہوں وہ بھی اس نیت سے خوب جم کر دعوت دیں کہ اللہ جل شانہ، اس کے لئے ہمیں قبول فرمالے۔

گشت کا عمل اس کام میں ریڑھ کی ہڈی کی سی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر یہ عمل صحیح ہوگا قبول ہوگا، دعوت قبول ہوگی، دعوت قبول ہوگی۔ دُعا قبول ہوگی، دُعا قبول ہوگی ہدایت آئے گی اور گشت قبول نہ ہوا۔ تو دعوت قبول نہ ہوگی، دعوت قبول نہ ہوئی دُعا قبول نہ ہوگی۔ دُعا قبول نہ ہوئی ہدایت نہیں آئے گی۔

گشت کا موضوع یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہماری دنیا اور آخرت کے مسائل کا حل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر زندگی گزارنے میں رکھا ہے ان کے طریقے ہماری زندگیوں میں آجائیں اس کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔ اس محنت پر بستی والوں کو آمادہ کرنے کے لئے گشت کے لئے مسجد میں جمع کرنا ہے۔ نماز کے بعد اعلان کرکے لوگوں کو روکا جائے سا اعلان کوئی بستی کا با اثر آدمی یا امام صاحب کریں تو زیادہ مناسب ہے۔ وہ ہم کو کہیں تو ہمارے ساتھی کر دیں۔ پھر گشت کی اہمیت ضرورت اور قیمت بتائی جائے اس کے لئے آمادہ کیا جائے، جو تیار ہوں ان کو اچھی طرح آداب سمجھائیں۔ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے چلنا ہے۔ نگاہیں نیچی ہوں، ہمارے تمام مسائل کا تعلق اللہ جل شانہ، کی

ذات سے ہے۔ ان بازار میں پھیلی ہوئی چیزوں سے کسی مسئلے کا تعلق نہیں۔ چیزوں پر نگاہ نہ پڑے، دھیان نہ جائے۔ اگر نگاہ پڑ جائے تو مٹی کے ڈھیلے معلوم ہوں۔ ہمارا دل اگر ان چیزوں کی طرف پھر گیا تو پھر ہم جن کے پاس جا رہے ہیں ان کا دل ان چیزوں سے اللہ کی طرف کیسے پھرے گا۔ قبر کا داخلہ سامنے ہو۔ اسی زمین کے نیچے جانا ہے مل جل کر چلیں۔ ایک آدمی بات کرے کامیاب ہے وہ بات کرنے والا جو مختصر بات کرکے آدمی کو مسجد میں بھیج دے۔ بھائی ہم مسلمان ہیں ہم نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے۔ ہمارا یقین ہے اللہ پالنے والے ہیں۔ نفع ونقصان، عزت وذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر ہم اللہ کے حکم پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر زندگی گزاریں گے۔ اللہ راضی ہو کر ہماری زندگی بنا دیں گے۔ ہم سب کی زندگی اللہ جل شانہ، کے حکم کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر آجائے اس کے لئے بھائی مسجد میں کچھ فکر کی بات ہو رہی ہے۔

نماز پڑھ چکے ہوں تو بھی اُٹھا کر مسجد میں بھیج دیں ضرورت ہو تو آگے نماز کو بھی مسجد میں فوری جانے کا عنوان بنالیں " اللہ کا سب سے بڑا حکم نماز ہے۔ نماز پڑھیں گے۔ اللہ روزی میں برکت دیں گے۔ گناہوں کو معاف کردیں گے۔ دُعاؤں کو قبول فرمالیں گے، بشارتیں سُنائی جائیں وعیدیں نہیں۔ نماز کا وقت جا رہا ہے مسجد میں چلئے۔

امیر کی اطاعت کرنی ہے۔ واپسی میں استغفار کرتے ہوئے

آنا ہے۔ اب آداب کا مذاکرہ کرنے کے بعد دُعا مانگ کر چل دیں گشت
میں دس آدمی جائیں۔ مسجد کے قریب مکانات پر گشت کریں۔ مکانات
نہ ہوں تو بازار میں کرلیں۔ جماعت میں زیادہ آدمی ایسے ہوں جو گشت
میں اصولوں کی پابندی کریں۔ مسجد میں دو تین آدمی چھوڑ دیں۔ نئے
آدمی تین چار ساتھ ہوں، مسجد میں ایک ساتھی اللہ جل شانہٗ کی طرف
متوجہ ہو کر ذکر و دُعا میں مشغول رہے۔ ایک آنے والوں کا استقبال
کرے ضرورت ہو تو وضو کروا کر نماز پڑھوا دے اور ایک ساتھی
آنے والوں کو نماز تک مشغول رکھے۔ اپنی زندگی کا مقصد سمجھائے پونے
گھنٹے گشت ہو۔ نماز سے سات آٹھ منٹ پہلے گشت ختم کر دیں
سب تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز میں شریک ہوں جس ساتھی کے بارے
میں مشورہ ہو جائے وہ دعوت دے۔ یہ سمجھائے کہ اللہ کی ذات
عالی سے تعلق قائم ہوا تو دنیا اور آخرت میں کیا نفع ہوگا اور اگر
اللہ جل شانہٗ کی ذات عالی سے تعلق قائم نہ ہوا۔ تو دنیا اور آخرت میں
کیا نقصان ہوگا جیسے اس خط کے شروع میں چھ نمبروں کا تذکرہ کیا ہے
اس طرز پہ ہر نمبر کا مقصد اس کا نفع اور قیمت اور حاصل کرنے کا طریقہ
بتایا جائے۔ سادے انداز میں بیان ہو۔ اس سے انشاء اللہ مجمع کی
سمجھ میں کام آئے گا۔ اور اس کی ضرورت بھی محسوس کرے گا اور سمجھے
گا کہ ہم بھی سیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے ساتھی بھی دعوت میں اہتمام سے
جم کر بیٹھیں۔ متوجہ ہو کر محتاج بن کر سنیں۔ جو بات کہہ رہا ہے ہم اپنے

دل میں کہیں کہ حق ہے اس سے دل میں ایمان کی لہریں اٹھیں گی اور
عمل کا جذبہ بنے گا۔ تین چلوں کی بات جم کر رکھی جائے، نقد نام لئے
جائیں۔ اس کے بعد چلوں کے لئے وقت لکھوائے جائیں اور پھر جو
جس وقت کے لئے تیار ہو اس کو قبول کر لیا جائے مطالبہ اور تشکیل
کے وقت محنت ساری دعوت کا مغز بنتا ہے اگر مطالبوں پر جم
کر محنت نہ ہوئی تو پھر کام کی باتیں رہ جائیں گی اور قربانی وجود میں نہ
آئے گی۔ تو کام کی جان نکل جائے گی۔ دعوت دینے والا ہی مطالبہ
کرے۔ ایک آدمی کھڑے ہو کر نام لکھے۔ نام لکھنے والا مستقل تقریر
شروع نہ کرے۔ ایک دو جملے ترغیبی کہہ سکتا ہے۔ پھر آپس میں ایک
دوسرے کو آمادہ کرنے کو کہا جائے۔ فکر کے ساتھ اپنے قریب
بیٹھنے والوں کو تیار کریں۔ اعذار کا دلجوئی اور ترغیب کے ساتھ
حل بتائیں۔ نبوتؐ اور صحابہؓ کی قربانیوں کے قصوں کی طرف اشارے
کریں۔ اور پھر آمادہ کریں۔ آخر میں مقامی جماعت بنا کر ان کے
ہفتے کے دو گشت روزانہ تعلیم، تسبیحات، مہینے کے تین یوم وغیرہ
کا نظم طے کرائیں۔

دعوت میں انبیاءؑ اور صحابہؓ کے ساتھ اللہ جل شانہٗ نے جو
مددیں فرمائی ہیں وہ تو بیان کی جائیں اور جو ہمارے ساتھ
مددیں ہوئیں ان کو بیان نہ کیا جائے۔ دعوت میں فضائل حاضرہ
کی باتیں نہ کی جائیں۔ اُمت میں جو ایمانی، عملی، اخلاقی کمزوریاں
آجکل ہیں ان کے تذکرے سے بہتر ہے کہ اصل خوبیوں کی طرف یعنی

جو بات پیدا ہونی چاہیے اس کی طرف متوجہ کریں۔

تعلیم میں دھیان، عظمت، محبت، ادب اور توجہ کے ساتھ بیٹھنے کی مشق کی جائے۔ سہارا نہ لگایا جائے۔ باوضو بیٹھنے کی کوشش ہو۔ طبیعت کے بہانوں کی وجہ سے تعلیم کے دوران نہ اُٹھا جائے، باتیں نہ کی جائیں۔ اگر اس طرح بیٹھیں گے فرشتے اس مجلس کو ڈھانک لیں گے۔ اہل مجلس میں طاعت کا مادہ پیدا ہوگا۔ عظمت کی مشق سے حدیث پاک کا وہ نور دل میں آئے گا جس پر عمل کی ہدایت ملتی ہے۔ بیٹھتے ہی آداب اور مقصد کی طرف متوجہ کیا جائے۔ مقصد یہ ہے کہ ہمارے اندر دین کی طلب پیدا ہو جائے۔ فضائل قرآن مجید پڑھ کر تھوڑی دیر کلام پاک کی ان صورتوں کی تجوید کی مشق کی جائے جو عموماً نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ التحیات، دُعائے قنوت وغیرہ کا مذاکرہ و تصحیح اجتماعی تعلیم میں نہ ہو۔ انفرادی سیکھنے سکھانے میں ان کی تصحیح کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دیں۔ تو ہر کتاب میں سے تین چار صفحے پڑھے جائیں۔ تعلیم میں اپنی طرف سے تقریر نہ ہو۔ حدیث شریف پڑھنے کے بعد دو تین جملے ایسے کہہ دیئے جائیں کہ اس عمل کا جذبہ و شوق اُبھر آئے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی تالیف فرمودہ فضائل قرآن مجید، فضائل نماز، فضائل تبلیغ، فضل ذکر، فضائل صدقات حصہ اول و دوم۔ فضائل رمضان، فضائل حج،

ایام حج ورمضان میں اور مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی دام مجدہٗ کی (مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج) صرف یہ کتابیں ہیں جن کو اجتماعی تعلیم میں پڑھنا اور سُننا ہے۔ اور تنہائیوں میں بیٹھ کر بھی ان کو پڑھنا ہے کتابوں کے بعد چھ نمبروں کا مذاکرہ ہو۔ ساتھیوں سے نمبر بیان کرائے جائیں۔ جب تعلیم شروع کی جائے تو اپنے میں سے دو ۲ ساتھیوں کو تعلیم کے گشت کے لیے بھیج دیا جائے۔ ۱۵، ۲۰ منٹ بعد وہ آجائیں تو دوسرے دو ۲ ساتھی چلے جائیں۔ اس طرح بستی والوں کو تعلیم میں شریک کرنے کی کوشش ہوتی رہے۔ باہر نکلنے کے زمانے میں روزانہ صبح اور بعد ظہر دونوں وقت تعلیم دو تین ۳ گھنٹے کی جائے اور اپنے مقام پر روزانہ اسی ترتیب سے ایک گھنٹے تعلیم ہو یا ابتداً جتنی دیر احباب جُڑ سکیں۔ کام کے تقاضوں کو سوچنے ان کی ترتیب قائم کرنے، ان تقاضوں کو پورا کرنے کی شکلیں بنانے میں اور جو احباب اوقات فارغ کریں۔ ان کی مناسب تشکیل میں اور جو مسائل ہوں۔ احباب کو مشورہ میں جوڑا جائے۔ اللہ جل شانہٗ کے دھیان اور فکر کے ساتھ دُعا مانگ کر مشورہ میں بیٹھیں۔ ——— مشورہ میں اپنی رائے پر اصرار اور عمل کرانے کا جذبہ نہ ہو۔ اس سے اللہ کی مدد یں ہٹ جاتی ہیں۔ جب رائے طلب کی جائے، امانت سمجھ کر جو بات اپنے دل میں ہو کہہ دی جائے رائے رکھنے میں نرمی ہو۔ کسی

ساتھی کی رائے سے تقابل کا طرز نہ ہو۔ میری رائے میں میرے
نفس کے شرور شامل ہیں یہ دِل کے اندر خیال ہو اگر فیصلہ کسی
دوسری رائے پر ہو گیا ہے تو اس کی خوشی ہو کہ میرے شرور
سے حفاظت ہو گئی اور اگر اپنی رائے پر فیصلہ ہو جائے تو خوف
ہو اور زیادہ دُعائیں مانگی جائیں۔ ہمارے ہاں فیصلے کی بنیاد کثرت
رائے نہیں ہے اور ہر معاملہ میں ہر ایک سے رائے لینا بھی ضروری
نہیں ہے۔ دلجوئی سب کی ضروری ہے۔ امیر کو اس بات کا یقین
ہو کہ ان احباب کے فکر اور مل کر بیٹھنے کی برکت سے اللہ جل
شانہ، صحیح بات کھول دیں گے، امیر اپنے آپ کو مشورہ کا
محتاج سمجھے، رائے لینے کے بعد غور و فکر سے جو منشا سب سمجھ میں
آتا ہو وہ کہہ دے۔ بات اس طرح رکھے کہ کسی کی بات کا
استخفاف نہ ہو۔ اگر طبیعتیں مختلف ہوں تو اس بات پر شوق و
رغبت کے ساتھ آمادہ کرے اور ساتھی امیر کی بات پر ایسے شوق
سے چلیں جیسے کہ ان کی ہی رائے طے پائی ہے اسی میں تربیت ہے۔
اگر اس کے بعد عملاً ایسی شکل نظر آئے کہ ہماری رائے زیادہ مناسب
تھی پھر بھی ہرگز طعنہ نہ دیا جائے یا اشارہ، کنایہ بھی نہ کیا جائے
اسی میں خیر کا یقین کیا جائے، جو امیروں کو طعنہ دے اس کے لیے
سخت وعید آئی ہے۔

جب محلوں کی مساجد میں ہفتوں کی دو ۲ گشتوں کے ذریعہ فی گھر
ایک آدمی تین چلے کے لئے نکلنے کی آواز لگ رہی ہو گی، تعلیموں اور

تسبیحات پر احباب جڑ رہے ہوں گے۔ ہر مسجد سے تین دن کے لئے
جماعتیں نکالنے کی کوششیں ہو رہی ہوں گی تو شب جمعہ کا
اجتماع صحیح نہج پر ہو گا اور کام کے بڑھنے کی صورتیں بنیں گی جمعرات
کو عصر کے وقت سے محلوں کی مساجد کے احباب اپنی اپنی جماعتوں
کی صورت میں بستر اور کھانا ساتھ لے کر اجتماع کی جگہ پہنچیں
مشورے سے ایسے احباب سے عموماً دعوت دِلوائی جائے جو محنت
کے میدان میں ہوں اور جن کی طبیعت پر کام کے تقاضے غالب ہوں۔
بہت ہی فکر و اہتمام سے تشکیلیں کی جائیں۔ اگر اوقات وصول نہ
ہوں تو رات کو بھی محنت کی جائے، رو رو کر مانگا جائے، صبح کو
جماعتوں کی تشکیل کر کے ہدایات دے کر روانہ کیا جائے تین دن
کی محلوں سے تیار ہو کر آئی ہوئی جماعتیں عموماً سات آٹھ میل تک بھیجی
جائیں۔ ہر شب جمعہ سے تین چلوں اور چلوں کی جماعتوں کے نکلنے
کا رُخ پڑنا چاہیے اگر شب جمعہ میں خدانخواستہ سب تقاضے پورے
نہ ہو سکے تو سارے ہفتے اپنے محلوں میں پھر اُس کے لئے کوشش
کی جائے اور آئندہ شب جمعہ میں محلوں سے تقاضوں کے لئے لوگوں
کو تیار کر کے لایا جائے۔

بھائی دوستو! یہ کام بہت نازک ہے حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک محنت فرمائی۔ اُس محنت سے سارے انسانوں کی
ساری زندگی کے کمانے، کھانے، بیاہ شادی، میل ملاقات، عبادات
معاملات وغیرہ کے طریقوں میں مکمل تبدیلیاں آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے خود اس محنت کے کتنے طریقے تبلائے ہوں گے ہمیں ابھی
یہ کام کرنا نہیں آتا اور نہ ابھی حقیقی کام شروع ہوا ہے۔ کام اس دن
شروع ہوگا۔ جب ایمان ویقین، اللہ کی محبت، اللہ کے دھیان۔
آخرت کی فکر، اللہ کے خوف وخشیت، زہد وتقویٰ سے بھرے ہوئے
لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی اخلاق سے مزین ہو کر اللہ کی رضا
کے جذبے سے مخمور ہو کر اللہ کی راہ میں جان دینے کے شوق سے
کھنچے کھنچے پھریں گے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں

"اللہ رحم کرے خالدؓ پر اس کے دل کی تمنا صرف یہ تھی کہ حق
اور حق والے چمک جائیں اور باطل اور باطل والے مٹ جائیں۔ اور
کوئی تمنا ہی نہ تھی"۔

ابھی جو ہم کو کام کی برکتیں نظر آرہی ہیں وہ کام شروع ہونے
سے پہلے کی برکتیں ہیں جیسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
کے وقت سے ہی برکتوں کا ظہور شروع ہوا تھا لیکن اصل کام اور
اصل برکتیں چالیس سال بعد شروع ہوئیں ابھی تو اس کے لئے محنت
ہو رہی ہے کہ کام کرنے والے تیار ہو جائیں۔ اللہ جل شانہ، کام
ان سے لیں گے اور ہدایت پھیلنے کا ذریعہ ان کو بنائیں گے جنکی زندگی
اپنی دعوت کے مطابق بدلے گی۔ جن کی زندگیوں میں تبدیلی نہ
آئے گی۔ اللہ جل شانہ، ان سے اپنے دین کا کام نہ لیں گے۔ یہ
نبیوں والا کام ہے۔

اس کام میں اگر اپنے آپ کو اصول سیکھنے کا محتاج نہ سمجھا گیا اور

اصولوں کے مطابق کام نہ ہوا۔ تو سخت فتنوں کا خطرہ ہے۔ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب باہر ملکوں میں کام شروع کرنے کا
ارادہ فرمایا تو پہلے تمام صحابہؓ کو تین تین دن تک ترغیب دی اور فرمایا
کہ جس طرز پر یہاں کام ہوا ہے بالکل اسی طرز پر باہر جا کر بھی کرنا
ہے اس کام کی نوعیت یہی ہے مقام زبان معاشرت موسم وغیرہ کے اعتبار
سے اس کام کے اصول نہیں بدلتے اس کام کی نہج اور اصولوں کو
سیکھنے اور ان پر قائم رہنے کے لئے اس فضاء میں آنا اور بار بار آتے رہنا انتہائی
ضروری، جہاں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جان کھپائی تھی اور ان کے ساتھ
اختلاط بہت ضروری ہے جو اس جدوجہد میں حضرتؒ کے ساتھ تھے اور جب
سے اب تک اس فضاء میں اور کام میں مسلسل لگے ہوئے ہیں اس کے بغیر کام
اپنے نہج اور اصولوں پر قائم رہنا بظاہر ممکن نہیں اس لئے اپنے کام کرنے
والے احباب کو ایسی فضاء میں اہتمام سے نوبت بہ نوبت بھیجتے رہیں

تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں کسی نہ کسی نقشے کے مقابلہ
پر آئے اور بتایا کہ کامیابی کا اس نقشے سے بالکل تعلق نہیں ہے کامیابی کا تعلق
براہ راست اللہ جل شانہ، کی ذات عالی سے ہے اگر عمل ٹھیک ہوں گے
اللہ جل شانہ، چھوٹے نقشے میں بھی کامیاب کر دیں گے۔ اور عمل خراب ہوں
گے اللہ جل شانہ، بڑے سے بڑے نقشے کو توڑ کر ناکام کر کے دکھائیں گے
کامیاب ہونے کے لیے اس نقشے میں عمل ٹھیک کرو، ہر نبی نے اپنے رائج
الوقت نقشے کے مقابلے پر محنت کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام

اکثریت، حکومت، مال، زراعت اور صنعت کے نقشوں کے مقابلہ پر
تشریف لائے۔ آپ کی محنت ان نقشوں سے نہیں چلی۔ آپ کی محنت
مجاہدوں اور قربانیوں سے چلی ہے باطل تعیش کے نقشے سے پھیلتا ہے تو
حق تکلیفیں اٹھانے سے پھیلتا ہے۔ باطل ملک و مال سے چمکتا ہے تو حق
فقر و غربت کی مشقتوں میں چمکتا ہے۔ جتنے فتنے ملک و مال اور تعیش کی
بنیاد پر لائے جا رہے ہیں۔ ان کا توڑ فقر و غربت اور تکالیف
برداشت کرنے میں ہے۔ اب اس کام کے ذریعہ اُمت میں مجاہدہ
اور قربانی کی استعداد پیدا کرنی ہے۔ اس کام کے لیے بہت بڑا خطرہ یہ
ہے کہ اس کو نقشوں پر منحصر کر دیا جائے اس کام کی جان نکل جائے گی۔
اس کام کی حفاظت اس میں ہے کہ کام کرنے والے اس کام کے لیے تمام
میسر نقشوں کو بھی قربان کرتے ہوئے مجاہدے والی شکلوں کو قائم رکھیں
اور کسی صورت میں مجاہدے والی شکلوں کو ختم نہ ہونے دیں غریبوں میں اپنی
محنت کو بڑھایا جائے۔ پیدل جماعتیں چلائی جائیں لوگ آئیں گے کہ ...... یہ
ہمارا پیسہ دین کے کام میں خرچ کر لیجئے۔ پھر نقشے کی قربانی دینا ہوگی کہہ دیجئے کہ
جناب یہاں اس کام میں خرچ کرنے کا صحیح اور پاک طریقہ و جذبہ سکھایا جاتا ہے
پھر محل تلاش کر کے خود خرچ کیجئے گا یہاں تو طریقہ سیکھ لیجئے۔

اصل کام کی تعمیم کے لیے رواجی طریقوں، اخبار، اشتہار، پریس وغیرہ
اور رواج الفاظ سے بھی پورے پرہیز کی ضرورت ہے یہ کام سارا غیر
رواجی ہے۔ رواجی طریقوں سے رواج کو تقویت پہنچے گی۔ اس کام کو نہیں۔

اصل کام کی تشکیلیں دعوت، گشت، تعلیم، تشکیل وغیرہ ہیں۔ مشورہ
کی ضرورت ہو مناسب دوستوں کو الگ کر کے مشورہ کر لیا جائے ایسا نہ ہو
کہ مشورہ کرنیوالوں کا کسی موقعہ پر عمومی اعمال سے جوڑ نہ رہے۔

کالجوں کے طلباء میں اس کام کو اٹھایا جائے ہاسٹلوں میں مقامی کام
کے لئے جماعتیں بنائی جائیں۔ ایک گشت ہوسٹل والے اپنے ہوسٹل میں
کریں اور ہفتہ کا دوسرا گشت باہر کسی محلہ میں یا کسی دوسرے ہوسٹل میں
کریں۔ قریب کے محلوں کی جماعتیں بھی ہوسٹلوں میں جا کر گشت کریں
ہاسٹل والے احباب اپنی روزانہ تعلیم اور مہینہ میں تین یوم کی بھی
ترتیب اٹھائیں۔

مستورات میں کام کی نزاکتیں اور بھی زیادہ ہیں جب کہ
بے پردگی کا احتمال ہو۔ عام اجتماعات میں مستورات کو بالکل نہ لایا جائے
اپنے اپنے محلہ میں کسی پردہ دار مکان میں قریب قریب کے مکانات
سے عورتیں کسی روز جمع ہو کر تعلیم کر لیا کریں۔ اس کی ابتدا اس طرح
کریں کہ مرد جو بات اجتماعات، دعوت تعلیم وغیرہ سے سن کر جائیں
اپنے گھر والوں کو سنائیں اس سے انشاء اللہ تھوڑے عرصہ میں ذہن بننا
شروع ہو جائے گا پھر محلوں میں تعلیم شروع ہونے کے بعد ایسا
ہو سکتا ہے کہ سارے شہر کی مستورات کا ہفتہ میں ایک ایسی جگہ اجتماع
ہو جہاں پردہ کا اہتمام ہو وہاں تعلیم کے بعد پھر کوئی آدمی پردے
کے ساتھ بیان کرے۔ کبھی کبھی ایک یوم یا تین یوم کیلئے قرب وجوار

کے لیے جماعتیں بنائی جائیں۔ مستورات کی جماعت کے ساتھ ان کے خاوند ہوں۔ ورنہ ہر عورت کے ساتھ اس کا شرعی محرم ساتھ ہو پردے کے ساتھ جائیں پردہ دار مکان میں ٹھہریں مرد مسجد میں ٹھہر کر کام کریں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جن مقامات سے محنت اٹھائی تھی۔ انہی مقامات کے لوگوں کو اس محنت پر اٹھانے اور انہی راستوں سے اللہ کی راہ کی ملکوں والی نقل و حرکت کے زندہ ہونے کا ذریعہ یہ عمرے کا سفر بن سکتا ہے۔ ہر جگہ کے پرانوں سے اختلاط اور اس کام میں یکجہتی پیدا ہونے اور اصولوں کے تفصیل سے سامنے آنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ محترم حاجی حنیف صاحب اور بھائی محمد ادریس صاحب کی عمرے کے سفر کی تیاری کا حال معلوم کر کے بہت زیادہ مسرت ہوئی اللہ جل شانہ، قبول فرما دے۔ دیگر پرانے احباب کو بھی ہمراہ لانے کی سعی فرمائیں۔

یہ خط کچھ اصول لکھنے کی کوشش میں طویل ہو گیا آپ حضرات اس کے ہر جز اور ہر لفظ کو غور سے پڑھنے کی کوشش فرمائیں گے۔ تو انشاء اللہ بہت زیادہ نفع کی توقع ہے آپ حضرات اپنے یہاں کے حالات سے ہر پندرہویں روز مطلع فرما دیا کریں۔ تو ہمیں تقویت ہوتی رہے۔ تمام احباب کو سلام مسنون۔

فقط والسلام
بندہ محمد یوسف غفرلہ،

چھ باتیں

از حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ

(۱) پہلے نمبر پر کلمۂ پاک کی حقیقت کو سمجھنے سے اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ کلمۂ پاک پر جوں جوں محنت کی جائے گی انسان معرفت میں ترقی کرتا جائے گا۔

(۲) ہماری زندگی اور ذکر کی بہترین صورت نماز ہے جو تبلیغ کا دوسرا نمبر ہے کوشش کی جائے کہ ہماری ہر نماز پہلی نماز سے بہتر ہو جوں جوں نماز بہتر بنتی جائیگی۔ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہوتا چلا جائے گا۔ اگر صحیح معنوں میں نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر آ جائے۔ تو پھر انشاء اللہ اس نماز کی برکت سے فحش اور منکر کاموں سے بچ جاؤ گے۔

(۳) علم و ذکر تیسرا نمبر ہے۔ علم کے بغیر کسی بھی عمل کا جسم قائم نہیں رہ سکتا اور ذکر کے بغیر بھی عمل میں روح نہیں آ سکتی فرائض کی ادائیگی کے لئے فرائض کا علم ہونا ضروری ہے لہٰذا ہر شخص پر جو جو چیزیں فرض ہیں ان کے متعلق علم حاصل کرنا بھی فرض ہے پھر صحیح علم کے مطابق صحیح عمل کرتے وقت دِل خدائے پاک کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، یعنی دِل کے اندر خدا کے ذکر کی کیفیت موجود ہو۔ ذکر یہی کیفیت دھیان ہے۔ جو ہر لمحہ خدائے پاک کی طرف لگا رہے۔ بغیر علم کے

عمل مفید نہیں اور حقیقی ذکر بغیر علم کی حاصل نہیں ہو سکتا۔ علم و ذکر کا ہونا مومن کے اندر ایک ایسا نور پیدا کرتا ہے جو بیان سے باہر ہے۔

(۴) چوتھا نمبر اکرام مسلم ہے۔ حقوق العباد ادا کرنا کافی نہیں ہے۔ اکرام بھی ضروری ہے۔ اکرام کا تقاضہ یہ ہے کہ جس آدمی کا ہمارے اوپر حق ہے۔ اُسے اس کے حق سے کچھ زیادہ دیا جائے یہی اکرام ہے اور یہی اخلاق ہے۔

(۵) پانچواں نمبر تصحیح نیت ہے۔ یعنی بغیر اخلاص کے کوئی بھی عمل اللہ تعالٰی کے ہاں مقبول نہیں ہوتا قبولیت کے لیے تین شرائط ضروری ہیں۔ پہلی شرطِ ایمان ہے۔ یعنی عمل کرنے والا مومن ہو۔ دوسری شرط سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطابقت ہے تیسری شرط اخلاص ہے۔ یعنی عمل سے مقصود صرف خدا کی رضا ہو۔ شہادت بھی بغیر رضائے خداوندی نہیں ہے۔ لہذا ہر عمل کے شروع اور آخر میں اپنی نیت کو درست کر لو تو عمل قبول ہو گا۔

(۶) چھٹا نمبر ہے تبلیغ۔ تبلیغ ایک محنت کا نام ہے جس سے تمام اعمال صالحہ زندہ ہوتے ہیں۔ اس محنت کے بغیر اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اعمال صالحہ قائم نہیں ہو سکتے جب خیر شر پر غالب ہو تو تبلیغ فرض کفایہ ہے اور جب شر غالب ہو خیر پر تو تبلیغ کرنا فرض عین ہے۔ کیونکہ افراد کا عروج اعمال صالحہ سے ہوتا ہے اور اُمت کا عُروج تبلیغ سے اس عمل سے تمام

اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فائدہ پہنچتا ہے۔ نیز ہمارے بزرگوں کے بھی درجے مراتب بلند کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے یہ عمل ہمیں بالواسطہ یا بلاواسطہ سکھایا ہے۔ ہمارے زمانے کے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اور آنیوالی نسلوں کو بھی فائدہ پہنچے گا۔

ذکر اللہ حضرت جی مولانا محمد الیاس مرحوم کی نظر میں

از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

(۱) ہماری تبلیغ میں علم اور ذکر کی بڑی اہمیت ہے بدون علم کے نہ عمل ہو سکے نہ عمل کی معرفت، اور بدون ذکر کے ظلمت ہی ظلمت ہے اس میں نور نہیں ہو سکتا۔" (۲) مگر ہمارے کام کرنے والوں میں اس کی کمی ہے، پھر ارشاد فرمایا مجھے علم و ذکر کی کمی کا قلق ہے۔ اس لئے کہ ابھی تک اہل علم اور اہل ذکر اس میں نہیں لگے ہیں۔ اگر یہ حضرات اگر اپنے ہاتھ میں یہ کام لے لیں تو یہ کمی پوری ہو جائے۔

(۳) ایک دن بعد نماز فجر جب کہ اس کام میں عملی حصہ لینے والوں کا نظام الدین شریف کی مسجد میں بڑا مجمع تھا حضرت مولانا کی طبیعت اس قدر کمزور تھی کہ بستر پر لیٹے لیٹے دو چار الفاظ بآواز نہیں فرما سکتے تھے۔ تو اہتمام سے ایک خادم کو طلب فرمایا اور اس کے واسطے سے پوری جماعت کو کہلوایا کہ آپ لوگوں کی یہ چلت پھرت اور ساری جدوجہد بے کار ہو گی اگر اس کے ساتھ ذکر اور علم کا پورا اہتمام نہ ہوا۔ بلکہ سخت خطرہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا

گیا تو یہ جد و جہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے"
دین کا علم اگر نہ ہو تو اسلام اور ایمان محض رسمی اور اسمی ہے اور اللہ کے ذکر کے بغیر اگر علم ہو تو وہ بھی سراسر ظلمت ہے اور اگر علم دین کے بغیر ذکر اللہ کی کثرت ہو تو اس میں بھی بڑا خطرہ ہے۔

خلاصۂ تبلیغ بالفاظ مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ

اس تحریک کا خلاصہ یہ ہے کہ مدرسہ کی تعلیم میں جو کچائی باقی رہ گئی ہے اسے دور کرنے کے لئے کلمہ و نماز، چھوٹوں اور بڑوں کے آداب، باہمی حقوق درستی نیت اور لغزش سے بچنے کے لئے علم و عمل کو سیکھنے کے لئے ان اصولوں کے ساتھ اپنے بڑوں سے ہدایات اور دعا لیتے ہوئے ان لوگوں کے پاس جائیں جو ان سے بالکل محروم ہیں تاکہ ان کی کچائی دور ہو۔ اور ان سے کو واقفیت حاصل ہو۔

اس تبلیغی کام کے عنوانات

اپنے اصول پر محکم رہتے ہوئے اور ہر مسلمان کے اصول اور حقوق کی رعایت رکھتے ہوئے اس سے نفع حاصل کرنا۔ ہر شخص کا اپنے علم کے مطابق مسلم اکابر کی نگرانی میں اوامر خداوندیہ نصوص شرعیہ کا اتباع کرتے ہوئے اپنے علم و عمل کو صحابہ کرام و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرتے رہنا۔ ہر مسلمان کے اندر حضورؐ کی لائی ہوئی خیروں میں سے کوئی نہ کوئی خیر اس کو شر سے محفوظ رہتے ہوئے حاصل کرنا، اور اپنی خیر کو اپنے شر سے محفوظ رہتے ہوئے پہنچانا جہاد بالنفس یعنی اللہ کی پکار اور نفس کی پکار میں تمیز پیدا کرنے اور اللہ

کی پکار کے وقت نفس کی پکار پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے اللہ کے راستہ میں نکلنا۔

چھ باتیں

از حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

۱:۔ اسلام کی اولین بنیاد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان نصیب ہو جائے۔ اس کلمہ کی کما حقہ عظمت دل میں آجائے اس میں جو حقیقت بیان فرمائی گئی ہے اس پر قلب و روح کو اطمینان نصیب ہو جائے۔ زندگی اس کے سانچے میں ڈھل جائے۔

۲۔ دوسرا نمبر نماز ہے۔ نماز زندگی کا جز بن جائے اس کو حتی الامکان صحیح طور پر اچھے سے اچھے طریقے سے ادا کرنے کا اہتمام ہونے لگے اور اس میں ترقی کی یعنی ظاہراً و باطناً کماً و کیفاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی فکر اور کوشش ہوتی رہے۔

(۳) تیسرا نمبر علم و ذکر ہے۔ ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق سیکھنا ضروری سمجھے اور سیکھنے کی فکر اور کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر و فکر جس میں تلاوت و دعا و استغفار، درود شریف شامل ہیں یہ ہماری عادت اور کم از کم صبح و شام کا وظیفہ بن جائے۔

(۴):۔ چوتھا نمبر اکرام مسلم۔ ہمارے اخلاق اور ہماری معاشرت یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ ہمارا معاملہ اور رویہ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے مطابق ہو جائے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہم حتی الوسع بندگانِ خدا کی خدمت اور راحت رسانی کی فکر کریں اور کسی کی ہم سے حق تلفی نہ ہو۔ کسی کو نقصان یا تکلیف نہ پہنچے۔

۵:۔ پانچواں نمبر تصحیح نیت ہے۔ ہم اس کی عادت ڈالیں کہ ہمارا ہر کام بس اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے اور آخرت کے اجر و ثواب کے لئے ہو۔ تبلیغی جماعت میں کام کرنے والے اس کو اخلاص یا تصحیح نیت کہتے ہیں۔

۶:۔ چھٹا نمبر تبلیغ ہے۔ مذکورہ بالا چیزیں اپنے اندر پیدا کرنے اور مشق کے ذریعہ ان کو بڑھانے اور ترقی دینے اور دوسروں کو ان کی دعوت دینے کے لئے جماعتوں کے ساتھ حسب موقع دور یا قریب کا، سواری کا یا پیدل کا سفر کیا جائے یہ جماعتیں گویا چلتی پھرتی خانقاہیں۔ تربیت گاہیں اور دعوتی قافلے ہیں اس کے ذریعے دین کی راہ میں تکلیفیں اٹھانے اور اپنی کمائی خرچ کرنے کی عادت پڑ جائے۔ اور اپنے دین میں پختگی اور مضبوطی آجائے۔ یہ ہیں جماعت کے اصول یا چھ باتیں، یا چھ نمبر۔ جو چاہیں نام رکھیں

اپنی پسندیدہ کتابیں

ایک منٹ کا مدرسہ (افادات حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی)	-/۲۰
رسول اللہ ﷺ کی سنتیں " " " "	-/۶
مسلمانوں کی بے روزگاری کا علاج (صوفی عبدالرحمٰن صاحب بمبئی)	-/۸
حکیم الامتؒ حضرت تھانوی کے پسندیدہ اصلاحی واقعات	-/۴۵
مقام ابی حنیفہؒ (حضرت مولانا سرفراز خان صفدر پاکستان)	-/۴۰
اسلامی اخلاق و آداب (منشی عبدالرحمٰن خان پاکستان)	-/۴۵
کارگزاری مع ارشادات و ملفوظات حضرت مولانا الیاس صاحبؒ	-/۶
مسلمان اب کیا کریں (بیان حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندہ)	-/۳
راہِ نجات (بیان حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری)	-/۵
نیک خاوند (حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)	-/۶
نیک بیوی " " " "	-/۶
عملیات الٰہی - زندگی کی تمام ضرورتوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں معاون	-/۴۰
آسان نیکیاں (حضرت مولانا محمد تقی عثمانی پاکستان)	-/۱۵
علاجِ غم (حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ الٰہ آبادی)	-/۴
رحمۃ للعالمین (حافظ نذیر احمد پاکستان)	-/۱۵
عقائد علماءِ اہل سنت (حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارن پوری)	-/۲۵
چار فتنے۔ ٹی۔وی، بے پردگی، ریڈیو، سینما۔	-/۶
پیارے نبی کی پیاری باتیں (پانچ سو سے زائد احادیث نبوی کا مجموعہ	-/۱۶
پڑھلکھا شرماتا جا (بڑوں کی چھوٹی باتیں)	-/۵